ماہنامہ
پاکستان
الحقیقہ

شمارہ 11۔ جلد 13
شوال المکرم ۱۴۳۴ھ اگست 2013ء



روضہ سیّدہ زینب اور مزار خالد بن ولید پر حملے



قرآنی حکایات



صدقۂ فطر



روزہ و عید

کیا ہم آزاد ہیں؟ (اداریہ)

قارئین الحقیقہ کو دلی عید مبارک



مسائل دینیہ

دورِ حاضر کے مسائل کا قرآن و حدیث
کی روشنی میں مدلل حل

شراب نوشی

خود جلوں اور زمانے میں اجالا کر لُوں

خوفِ حق چھوڑ کے باطل سے مدارا کرلُوں
کیسے ممکن ہے کہ مومن ہوں تو ایسا کرلُوں
میرے ماحول کی تاریک فضاؤ! بولو
کیا اجازت ہے کہ جینے کی تمنا کرلُوں
خوفِ اغیار کے سائے میں جو جینا ہے مجھے
اس سے بہتر ہے یہی موت گوارا کرلُوں
مصلحت عشق کو لینے کیلئے آئی ہے
عقلِ مکار کی مرضی ہے کہ سودا کرلُوں
باغیٔ سنتِ سرکارِ دو عالم توبہ
مجھ کو کہتے ہو کہ ایسے سے گزارا کرلُوں
جب بچانی ہے مجھے عظمتِ ناموسِ ضمیر
چاہیئے خود کو حوادث سے شناسا کرلُوں
حاصلِ زیست حقیقت میں یہی منزل ہے
خود جلوں اور زمانے میں اجالا کرلُوں
جرم الفت نے سرِ دار بلایا آسیؔ
دیکھنے آئیں تو رحمت کا نظارا کرلُوں

﴿ پروفیسر محمد حسین آسی ﴾

بسم اللہ الرحمٰن الرحیم

اَلَآ اِنَّ اَوْلِیَآءَ اللّٰہِ لَا خَوْفٌ عَلَیْھِمْ وَلَا ھُمْ یَحْزَنُوْنَ

یونس-۶۳

ترجمہ: سُن لو اللہ کے ولیوں پر نہ کچھ خوف ہے اور نہ کچھ غم

کیا ہم آزاد ہیں؟؟؟

سعید آسوی کے قلم سے

جغرافیہ زمین کا بلاشک بدل گیا
تہذیب کے نظام کی صورت وہی رہی
اسلام کے لیے یہاں لاکھوں گلے کٹے
طاغوت کی ہوا تو برابر بندھی رہی
آیا تو ہے مگر یہ ادھورا ہے انقلاب
انسان کی خودی تو دبی کی دبی رہی
حاصل یہی ہوا ہے کہ آقا بدل گئے
آزادیٔ عوام نصیبوں جلی رہی

یہ ارضِ پاکستان، یہ مطافِ قدسیانِ فلک، یہ ملتِ بیضا کی آرزوؤں کا گہوارا، یہ مسلمانانِ پاک و ہند کی تمناؤں کا مظہر اُن شہیدانِ وفا کی قربانیوں سے معرضِ وجود میں آیا، جن کے مقدس لہو پیاس اور تیغ نے ساغر بھر بھر کر نوش کیے۔ اس ارضِ مقدس کے ترانے معصوم بچوں نے نیزوں کی انیوں پر، عورتوں نے عصمتوں کے گوہر لٹا کر اور نوجوانوں نے بربریت کا شکار ہو کر گائے۔ اور یہ وطن صلہ ہے ان سر بکف اور کفن بدوش غازیوں کے جذبۂ حریت و جانثاری کا جو عظیم الشان تاریخِ اسلام کو ماضی کے دھندلکوں سے نکال کے زمانہ حال میں لے آئے تھے۔ ان سب شہیدوں، غازیوں، مجاہدوں، عورتوں، بچوں، نوجوانوں، بوڑھوں کا ایک ہی نعرہ تھا:

پاکستان کا مطلب کیا؟ لَا اِلٰہَ اِلَّا اللّٰہ

یعنی ہمیں ایک ایسا خطۂ ارضی چاہئے جہاں اللہ وحدہٗ کی بادشاہی ہوگی، محمد رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کی مہر سے قوانین تیار ہوں گے۔ عدالتیں اسی کے مطابق اپنے فیصلے نافذ کریں گی۔ ایوان ہائے حکومت اسی کے نور سے جگمگائیں گے۔ اسمبلیوں میں اسی کے نغماتِ شیریں کی تشریح ہوگی اور انتظامیہ یہی چراغِ ہدایت لے کر فرمانروائی کرے گی غرضیکہ گھر کی چوکھٹ سے لے کر اعلیٰ مناصب کی کرسی تک سب پر ہمارے آقا و مولا ملجا و ماویٰ جناب محمد کریم صلی اللہ علیہ وسلم کی حکمرانی ہوگی۔

پاکستان کے اسی 'مطلب' کو قائدِ اعظم علیہ الرحمہ نے اپنا مطلوب ومقصود ٹھہرایا اور اس شان سے آئے کہ انہوں نے سیاست کے بڑے بڑے جغادری پہلوانوں کو چاروں شانے چت گرادیا۔ اٹھے تو اس ادا سے اٹھے کہ ہندوؤں کی شاطرانہ چالیں ان کے آگے ناک رگڑتی ہوئی دکھائی دیں۔ بڑھے تو اس وقار سے بڑھے کہ انگریز کی ساری عیاریاں ان کے تدبّر کے سامنے سجدۂ نیاز کرنے پر مجبور ہوگئیں۔

وہ بت شکن جہاد کے میداں میں آگیا　　طوفان تندو تیز بیاباں میں آگیا
تاریخ جس کو ڈھونڈتی پھرتی تھی کُو بکو　　چل کر وہ آپ بزمِ محباں میں آگیا
آزادی و جہاد کی کہتا ہوا اذاں　　مسجد میں آگیا وہ شبستاں میں آگیا
وہ آگیا، وہ آگیا، تھا جس کا انتظار　　ابرِ بہار اپنے گلستان میں آگیا

اور بالآخر مسلمانانِ ہند، قائد علیہ الرحمہ کی بے مثال قیادت میں 'اسلام کی تجربہ گاہ' یعنی 'اسلامی جمہوریہ پاکستان' کی تشکیل میں کامیاب ہوگئے۔

لیکن افسوس! صد افسوس! کہ جب تصورِ پاکستان، تحریکِ پاکستان، قراردادِ پاکستان اور پھر تشکیلِ پاکستان کے مختلف مراحل میں ملی یکجہتی' ایثار وقربانی اور خلوص ومحبت کا موازنہ موجودہ دور سے کیا جاتا ہے تو کلیجہ منہ کو آتا ہے۔ صوبائیت' علاقائیت اور فرقہ واریت کے فتنوں کو مسلسل ہوا دے کر ملکی سالمیت کو نقصان پہنچایا جارہا ہے۔ ناجائز منافع خوری' رشوت ستانی اور ملک کو بیچ کر اپنا گھر بسانے کی روایت عام ہو چکی ہے۔ ان کوتاہ اندیشوں نے قومی یکجہتی اور تشخص کو پامال کردیا ہے اور بھول گئے کہ:

فطرت افراد سے اغماض تو کرلیتی ہے　　کبھی کرتی نہیں ملت کے گناہوں کو معاف

اور یہ کہ

تجھے آبا سے اپنے کوئی نسبت ہو نہیں سکتی　　کہ تو گفتار وہ کردار تو ثابت وہ سیارہ
گنوادی ہم نے جو اسلاف سے میراث پائی تھی　　ثریا سے زمیں پر آسماں نے ہم کو دے مارا

ہم نے حصولِ پاکستان کے لیے اپنے وعدے (کہ اسے اسلام کی تجربہ گاہ بنائیں گے وغیرہ) سے انحراف کیا، قدرت نے ہمیں یہ سزا دی کہ آدھا ملک کٹ کر ہندوستان کی جھولی میں جا پڑا۔ ہمیں سنبھل جانا چاہئے تھا لیکن ہم نہیں سنبھلے، نتیجتاً باقی آدھے میں کوئی 'جئے سندھ' کی ڈھولک پر ناچ رہا ہے، کوئی 'پختونستان' کا کھڑاگ کھڑا کیے ہوئے ہے، کوئی پنجاب سے ادھار کھائے بیٹھا ہے اور کوئی سوشلزم کے خونی عفریت کے منہ میں قوم کو دینے کی کوشش کررہا ہے۔ اس طرح ملکِ عزیز میں انتشار وافتراق کا دور دورہ ہے اور علاقائی عصبیتیں ناگ کی طرح پھن پھیلائے ڈسنے کو تیار ہیں۔ حالانکہ حضرت اقبال سمجھا گئے تھے:

ایک ہوں مسلم حرم کی پاسبانی کے لیے　　نیل کے ساحل سے لے کر تا بخاکِ کاشغر
جو کرے گا امتیازِ رنگ وخوں مٹ جائے گا　　ترک خرگاہی ہو یا اعرابی والا گہر

نسل گر مسلم کی مذہب پر مقدم ہوگئی　　　اڑ گیا دنیا سے تو مانندِ خاکِ راہ گذر

دوسرا بڑا مسئلہ بلکہ فتنہ جو وطنِ عزیز کو درپیش ہے، حکمران طبقے کی لوٹ مار ہے۔ یوں تو ہر حکومت نے سابقہ حکومت کو لوٹ مار، کرپشن اور مفاد پرستی میں شکستِ فاش دی لیکن چند ماہ قبل رخصت ہونے والی حکومت نے تو ملک دشمنی کی انتہا کر دی۔ چند جھلکیاں ملاحظہ کیجئے: سابق وزیر اعظم راجہ پرویز اشرف عرف راجہ رینٹل نے اپنی حکومت کے صرف آخری روز 15 ارب روپے (صوابدیدی فنڈ وغیرہ کے نام پر) نکلوائے۔ جس پر عدالتِ عظمیٰ نے تبصرہ کرتے ہوئے کہا کہ بادشاہ ایک سیب لے گا تو لشکری سارا باغ اجاڑ دیں گے۔ چنانچہ آخری دن وزیر اعظم نے سیب توڑا اور 15 ارب نکلوائے تو چیئرمین ای او بی آئی ظفر گوندل نے ان آخری دنوں میں 40 ارب روپے کی کرپشن کر کے گویا پورا باغ ہی اجاڑ دیا۔ آئل اینڈ گیس ریگولیٹری اتھارٹی (اوگرا) کے سابق چیئرمین توقیر صادق نے 84 ارب روپے کی کرپشن کر کے باغ کو اجاڑا ہی نہیں بلکہ ستیاناس ہی کر ڈالا۔ لیس جی! عورتیں کیوں پیچھے رہیں، رُکن اسمبلی فوزیہ بہرام نے اپنی بھینسوں کا سوئمنگ پول بنانے کے لیے قومی خزانے کو 48 لاکھ روپے کا ٹیکہ لگا دیا۔ گویا۔ بی مینڈکی کو بھی زکام ہو گیا۔ کاش یہ ملک دشمن اصحابِ جوف ودہن سمجھتے کہ یہ وطن کتنی قربانیوں کے بعد حاصل ہوا ہے۔ یوں حکمرانوں کی ان عیاشیوں کے سبب پاکستانی قوم 14 اگست 2013ء اس 'شان وشوکت' کے ساتھ منانے جارہی ہے کہ قوم کا ہر فرد آئی ایم ایف کا ستر پچھتر ہزار روپے کا مقروض ہوگا۔ گویا 14 اگست 1947ء کو جس قوم نے آزادی حاصل کی، اب 14 اگست 2013ء میں وہ عالمی مالیاتی اداروں کی غلامی وگرفت میں جاچکا ہے۔ کیا ہمیں 'یومِ آزادی' منانے کا حق حاصل ہے؟ کیا ہم واقعی آزاد ہیں؟

اس کو حق ہے چمن میں رہنے کا　　　جو اپنے خون سے آرائشِ بہار کرے

قوم نے اپنے نئے حکمرانوں سے بڑی امیدیں وابستہ کر رکھی ہیں لیکن نئے وزیر اعظم جناب نواز شریف صاحب نے اپنی وزارت کا قلمدان سنبھالتے ہی یہ اعلان کر ڈالا کہ وہ انڈیا کے ساتھ تعلقات بہتر بنائیں گے۔ پھر چند روز قبل 19،20 جولائی کو اس ضمن میں بیک چینل ڈپلومیسی کا باقاعدہ آغاز کرنے کا عندیہ دے دیا گیا۔ بھارت کو تجارت کے معاملے میں 'موسٹ فیورٹ'' قرار دینے کا بھی شاید کوئی 'بیک چینل' پروگرام ترتیب دے دیا گیا ہو۔ پاکستان کی خالق جماعت مسلم لیگ کے قائد کی حیثیت سے تو میاں نواز شریف کو کشمیر آزاد کرا کے تقسیم ہند کے ادھورے ایجنڈے کی تکمیل کے لیے اپنا کردار ادا کرنا چاہیے چہ جائیکہ وہ بھارتی مکر وفریب کو جانتے ہوئے بھی اس کے ساتھ مستحکم دوستی کی باتیں کریں۔ اور جنابِ من! اگر بھارت کے ساتھ دوستی کی پینگیں ہی بڑھانی تھیں تو علیحدہ ملک حاصل کرنے کی ضرورت ہی کیا تھی؟

ایک انڈیا کی غلامی پر ہی کیا موقوف، ہم نے تو امریکہ کو بھی خود پر مسلط کر رکھا ہے۔ کیا امریکہ کی طرف سے ہماری سرزمین پر کیے جانے والے ڈرون حملے ہماری آزادی وخود مختاری کے منافی نہیں؟! اگر ہم نے اسے ان حملوں کی اجازت نہیں دی تو سدِّ باب بھی تو نہیں کیا۔ لیکن اصل صورتحال یہ ہے کہ پہلے تو حکمرانوں نے ڈرون طیاروں کے اڈے ملک میں ہونے کا ہی سرے سے انکار کیا، پھر 'محدود حملوں'

کی اجازت دینے کا اعتراف کر ہی لیا۔ آخر جب سابق صدر پرویز مشرف صاحب نے پچھلے دنوں باقاعدہ زبانی اجازت دینے کا اقرار کر لیا تو بھی یہ شرمندہ نہ ہوئے۔ کیا آزاد قومیں ایسا کرتی ہیں؟

پھر پاکستانی ویزوں پر امریکی لوگ یہاں آکر فتنہ وفساد برپا کرتے ہیں اور تخریبی کارروائیاں کرتے ہیں۔ ہم جانتے ہوئے بھی انہیں ویزوں پہ ویزے جاری کرتے جارہے ہیں، کس کے خوف نے ہمارے حواس مختل کر رکھے ہیں؟ ادھر امریکہ میں سابق پاکستانی سفیر حسین حقانی جو پاکستان کے کم اور امریکہ ہی کے سفیر زیادہ ہیں، کی منطق بھی سنئے۔ ایبٹ آباد کمیشن کی رپورٹ پر اپنے غصے کا اظہار کرتے ہوئے موصوف نے کہا کہ 10 لاکھ پاکستانی امریکہ میں مقیم ہیں اور امریکہ کو برداشت ہے، پاکستانیوں کو صرف چھ ہزار امریکی کیوں برداشت نہیں؟ اس کم بخت نے اس حقیقت کو نظر انداز کر دیا کہ 10 لاکھ پاکستانی وہاں محنت مزدوری کرنے گئے ہیں، وہاں جاسوسی اور قتل وغارتگری کرنے نہیں گئے۔ جبکہ جن چھ ہزار امریکیوں کو تم نے ویزے دیئے وہ سی آئی اے اور بلیک واٹر جیسی رسوائے زمانہ تنظیموں کے بندے تھے، جنھوں نے ملک کے امن کا بیڑا غرق کر کے رکھ دیا۔

بہر حال، امریکہ ہو یا انڈیا ہمیں ان سب کی غلامی پہ لعنت بھیج کر خالص آزادی حاصل کرنی چاہئے۔ اور یہ آزادی "غلامی رسول صلی اللہ علیہ والہ وسلم" پر موقوف ہے۔ اسی کی برکت سے ہم اندرونی اور بیرونی دشمنوں کو ناکوں چنے چبوا سکتے ہیں اور اسی کے طفیل ہم دنیا و آخرت میں کامیاب وکامران ہو سکتے ہیں۔ اور جس دن ہم نے یہود ونصاریٰ کی غلامی کا طوق گلے سے اتار پھینکا، خدا کی قسم ہم حقیقتاً آزاد ہوں گے اور "یومِ آزادی" منانے کے صحیح حقدار ہوں گے۔

شب گریزاں ہوگی آخر جلوۂ خورشید سے
یہ جہاں معمور ہوگا نغمۂ توحید سے

اور گوشِ ہوش سے سنو!

عقل ہے تیری سپر، عشق ہے شمشیر تری
میرے درویش، خلافت ہے جہانگیر تری
ماسوی اللہ کے لیے آگ ہے تکبیر تری
تو مسلماں ہے، تو تقدیر ہے تدبیر تری
کی محمد ﷺ سے وفا تو نے تو ہم تیرے ہیں
یہ جہاں چیز ہے کیا لوح وقلم تیرے ہیں

اللہ ہم سب کا حامی وناصر ہو۔ آمین بجاہ النبی الکریم علیہ الصلوٰۃ والتسلیم
وبجاہ حضور مفکرِ اسلام قدس سرہٗ العزیز

روضۂ سیدہ زینب رضی اللہ عنہا اور
مزارِ سیدنا خالد بن ولید رضی اللہ عنہ پر حملے

.... (ادارہ)

بسم اللہ الرحمٰن الرحیم

دور حاضر میں اسلام کے ساتھ جو کچھ ہو رہا ہے کسی بھی باخبر انسان سے پوشیدہ نہیں درست کہا تھا کسی نے کہ **من کان باکیا فلیبک علی الاسلام** یعنی جسے رونا ہو وہ اسلام کے (کے نام لیواؤں) کی حالت پر روئے۔ اسلام کے دشمن ساری دنیا میں باہم متحد ہیں جبکہ مسلمان باہم دست و گریبان ہیں اور یقین کیجئے کہ جہاں جہاں بھی مسلمان آپس میں برسرپیکار ہیں، امریکہ اور اس کے حواریوں کی شہ پر اور کہیں ان کی براہ راست دخل اندازی کے سبب ہے۔ مصر میں صدر محمد مرسی کی جمہوری حکومت کا خاتمہ اور عوام و فوج میں خانہ جنگی امریکہ اور اس کے اتحادیوں کی سازش کا ہی شاخسانہ ہے یونہی ملک شام کی روز بروز بگڑتی صورتحال اور اردن و لبنان کے دگرگوں ہوتے حالات بھی امریکی مفادات کے تحفظ کیلئے ہیں

عرب لیگ اور او آئی سی اگر فعال ہوتیں تو مسلم دنیا کے بیشتر مسائل حل ہو چکے ہوتے اور مسلمانوں کو سلامتی کونسل کی نشست مل گئی ہوتی۔ لیکن ان کے رکن ممالک میں اتحاد و یگانگت کی فضا مفقود ہے۔

یوں تو عرصہ دراز سے ہر آنے والا مہینہ اور سال ایک سے بڑھ کر ایک پریشان کن خبر لے کر آ رہا ہے تاہم ماہ جولائی **2013**ء میں پیش آنے والے دو واقعات نے اہل ایمان کے دلوں کو چیر کر رکھ دیا ہے نواسی رسول صلی اللہ علیہ والہ وسلم شہزادی سیدہ خاتون رضی اللہ عنہا جنت، بنت حیدر کرار کرم اللہ وجہہ الکرم ہمیشہ شہید کربلا رضی اللہ عنہ والدہ عون و محمد رضی اللہ عنہ، بمباری کا نشانہ بنا کر شہید کر دیا۔ اس سانحہ عظیمہ سے محض چند روزہ بعد شامی فوج ہی نے حمص شہر میں سیف من سیوف اللہ سیدنا خالد بن ولید رضی اللہ عنہ کے روضہ پر انوار کو پر حملہ کر کے مکمل طور پر شہید کر دیا **انا للہ و انا الیہ راجعون**۔ سیدہ بی بی زینب رضی اللہ تعالیٰ عنہا اسلام کی وہ عظیم المرتبت خاتون ہیں جنکی اسلام کیلئے بے پناہ خدمات ہیں۔ اپنے دو معصوم جگر پاروں کو راہ خدا میں ذبح کرا کے بھی میدان کربلا میں ڈٹے رہنا، پھر اپنے عزیز از جان بھائی اور ان کی اولاد نیز دیگر پیارے رشتوں کو خاک میں تڑپتے دیکھنا پہاڑ سے حوصلے کا متقاضی ہے۔ لیکن سلام ہو عظمت و شان سیدہ پر جس نے دین اسلام کی سربلندی کے لیے ہر زخم سہا۔ یہی نہیں یعنی آپ کی قربانیوں کا سلسلہ یہیں نہیں رک گیا بلکہ تمام پیاروں کو شہید کرا کے کربلا سے کوفہ اور کوفہ سے دمشق سفر کی صعوبتیں بلند کرنا اور تا دم وصال ڈھیروں زخم دل میں چھپاتے ہوئے بھی تقویٰ و استقامت سے لبریز زندگی گزارنا آپ کی سیرت پاک کا حصہ اور آپ ہی کے شایاں ہے آپ کے مزار پر انور پر مزائل اور مارٹر بموں کے حملے سے یہ بات عیاں ہوتی ہے کہ یزیدان وقت قبر میں بھی آپ کی جان چھوڑنے پہ تیار نہیں وا رتف ہے اس شامی فوج پر جس نے امریکہ کے اشارہ ابرو پر مذموم و ملعون کام کر کے خود کو دو جہاں کی لعنتوں کا مستحق ٹھہرا لیا ہے۔ بحمدہ تعالیٰ سیدہ بی بی زینب رضی اللہ عنہا اپنے رب کے پاس ہر جگہ نامراد اور خائب و خاسر ہوں گے۔

زینب ترے مزار پہ بارود پھینک کر
ظالم سمجھ رہے ہیں فتح یاب ہو گئے

کتنے فنا ہوئے اسی خناس کو لیے
ذلت کے بحر میں کئی غرقاب ہو گئے

آل رسول پاک ﷺ پہ اب بھی اسی طرح
ہے لشکر یزید پھر ایک بار حملہ زن

پھر دست اہل شمر ہے آمادہ ستم
پھر قتل ہو رہے ہیں صحابہ علیہم الرضوان کے بھی بدن

لگتا ہے اب بھی خوف ہے آل یزید کو
زینب رضی اللہ عنہا کے عزم وجرات وہمت کے نام سے

کر کے تباہ روضۂ زینب کو آج پھر
وہ گر گئے ہیں پھر سے بشر کے مقام سے

نہ کم ہوئی تھی اور نہ کم ہو سکے گی آج
آل رسول پاک ﷺ کی عظمت خدا گواہ

کل بھی ذلیل ورسوا ہوئے اہلیان شمر
اب بھی نصیب ہو گی یہ ذلت خدا گواہ

یونہی سیدنا خالد بن ولید رضی اللہ عنہ خاندانِ قریش کے بہت ہی نامور اشراف میں سے ہیں۔ ان کی والدہ حضرت بی بی لبابہ صغریٰ رضی اللہ عنہا ام المومنین حضرت بی بی میمونہ رضی اللہ عنہا کی ہمشیرہ تھیں۔ یہ بہادری اور فنِ سپہ گری وتدابیر جنگ کے اعتبار سے تمام اصحابِ رسول ﷺ میں ایک خصوصی امتیاز رکھتے ہیں۔ ۷ ھ میں

یہ خود مکہ شریف سے مدینہ منورہ جا کر دربار رسالت میں حاضر ہو گئے اور دامن اسلام میں آگئے اور یہ عہد کر لیا کہ اب زندگی بھر میری تلوار کفار سے لڑنے کیلئے بے نیاز رہے گی۔ چنانچہ اس کے بعد ہر جنگ میں انتہائی مجاہدانہ جاہ وجلال کے ساتھ کفار کے مقابلے میں شمشیر بکف رہے۔ یہاں تک کہ ۸ھ میں جنگ موتہ میں حضرت زید بن حارثہ نے یکے بعد دیگرے جام شہادت نوش کیا تو اسلامی فوج نے ان کو اپنا سپہ سالار منتخب کیا اور انہوں نے ایسی جان بازی کے ساتھ جنگ کی کہ مسلمانوں کو فتح مبین حاصل ہو گئی۔ اور اسی موقع پر جبکہ یہ جنگ میں مصروف تھے حضور اکرم صلی اللہ علیہ والہ وسلم نے مدینہ منورہ میں صحابہ کی ایک جماعت کے سامنے ان کو "سیف اللہ" یعنی اللہ کی تلوار کے خطاب سے سرفراز فرمایا۔ (....اِلٰی حَتّٰی اَخَذَالرَّایَۃَ سَیْف " مِّنْ سُیُوْفِ اللّٰہِ یَعْنِیْ خَالِدِ ابْنِ الْوَلِیْدِ حَتّٰی فَتَحَ اللّٰہُ عَلَیْھِمْ ۔ مشکوۃ باب المعجزات۔ راوی انس بن مالک) حضرت سیدنا ابوبکر صدیق رضی اللہ عنہ کے دور خلافت میں جب فتنہ ارتداد نے سر اٹھایا تو انہوں نے ان معرکوں میں بھی خصوصا جنگ عامہ میں مسلمان فوجوں کی سپہ سالاری کی ذمہ داری قبول کی اور ہر محاذ پر ونصرت نے ان کے قدم چومے پھر حضرت سیدنا عمر فاروق رضی اللہ عنہ کے دور خلافت میں رومیوں کے ساتھ جنگوں میں بھی انہوں نے اسلامی افواج کی کمان سنبھالی اور بہت عظیم فتوحات صاحل کیں۔ آپ کا نام سنتے ہی شاہان روم وایران پر دہشت طاری ہو جاتی تھی۔ فقط تین سال کے مختصر عرصہ میں انہوں نے شام اور ایران کے پرخچے اڑا دیئے۔ آپ نے لاتعداد جنگوں میں حصہ لیا اور کبھی شکست نہیں کھائی۔ اکمال ص ۵۹۳۔ کنز العمال ج ۱۵۔ تاریخ الخلفاء)

حجۃ اللہ علی العلمین ص ۸۶۷ بحوالہ بیہقی کی ایک روایت ہے کہ جب حضرت سید خالد بن والید رضی اللہ عنہ نے مقام حیرہ، بس اپنے لشکر کے ساتھ پڑاؤ کیا تو لوگوں نے عرض کیا کہ اے امیر لشکر! آپ عجمیوں کے زہر سے بچتے رہیں ہم لوگوں کو اندیشہ ہے کہ کہیں یہ لوگ آپ کو زہر نہ دے دیں۔ آپ نے فرمایا کہلاؤ میں دیکھ لوں کہ عجمیوں کا زہر کیسا ہوتا ہے؟ لوگوں نے آپ کو دیا تو آپ "بسم اللہ" پڑھ کر کھا گئے اور آپ کو بال برابر بھی ضرر نہیں پہنچا۔ اور "کلبی" کی روایت میں یہ ہے کہ ایک عیسائی پادری عبدالمسیح ایک ایسا زہر لے کر آیا کہ اس کے کھا لینے سے ایک گھنٹہ کے بعد موت یقینی ہوتی ہے۔ آپ نے اس سے وہ زہر مانگ کر اس کے سامنے ہی **بسم اللہ الذی لایضر مع اسمہ شیی جی الارض ولا فی السما وھو السمیع العلیم** پڑھا اور اس زہر کو کھا گئے یہ منظر دیکھ کر عبدالمسیح نے اپنی قوم سے کہا کہ اے

میری قوم! یہ اتنا خطرناک زہر کھا کر بھی زندہ ہیں، یہ بہت ہی حیرت کی بات ہے۔ اب بہتر یہی ہے کہ ان سے صلح کرلو، ورنہ ان کی فتح یقینی ہے۔ چنانچہ ان عیسائیوں نے ایک گرانقدر جزیہ دے کر صلح کر لی۔ یہ واقع خلیفہ اول کے دور خلافت میں ہوا۔

ایک مرتبہ لوگوں نے آپ سے شکایت کی کہ اے امیر لشکر! آپ کی فوج میں کچھ لوگ شراب پیتے ہیں۔ آپ نے فوراً تلاشی لینے کا حکم دے دیا۔ ایک سپاہی کے پاس سے شراب کی ایک مشک برآمد ہوئی۔ آپ نے بارگاہ الہٰی میں یہ دعا مانگی کہ "یا اللہ! اس کو سرکہ بنا دے" چنانچہ جب لوگوں نے مشک کا منہ کھولا تو واقعی اس میں سے سرکہ نکلا۔ یہ دیکھ کر وہ سپاہی بول اٹھا، "خدا کی قسم! یہ حضرت خالد بن ولید رضی اللہ عنہ کی کرامت ہے، ورنہ حقیقت یہی ہے کہ میں نے اس مشک میں شراب ہی بھر رکھی تھی (حجۃ اللہ علی العلمین ج ۲ ص۸۶۷)

۲۱ھ میں چند دن بیمار رہنے کے بعد آپ کا وصال ہو گیا وصال سے پہلے اپنی اس شرمندگی کا اظہار کیا کہ میدان جنگ میں شہید نہیں ہو سکا آپ کی زوجہ نے تسلی دی کہ اللہ کے نبی صلی اللہ علیہ والہ وسلم آپ کو 'سیف اللہ' کا خطاب دے چکے تو اللہ نے آپ سے جو کام لینا تھا لے لیا، اب اسکی مرضی نہیں کہ اللہ کی تلوار کسی کافر کے ہاتھوں کٹے بروقت وصال آپ کے وجود کا کوئی حصہ ایسا نہیں تھا جہاں نیزے اور تیر و تلوار کے زخم نہیں تھے جب آپ کو قبر میں اتار جا رہا تھا تو اصحاب رسول علیہم الرضوان تو رو ہی رہے تھے آپ کو گھوڑا اشکر جس پر سوار ہو کر آپ نے تمام جنگیں لڑیں اسکی آنکھیں بھی اشکبار تھیں ایک جانور کا

اپنے مالک کی جدائی میں آنکھوں سے آنسو جاری ہونے کا منظر سب نے دیکھا اور انہیں خالد بن ولید رضی اللہ عنہ کے مزار کو آج شہید کر دیا گیا لیکن مسلمان کی آنکھ خشک ہے۔

یاد رہے! آپ کا مزار پر انوار ملک شام میں مسلمانوں کی توجہ کا خاص مرکز ہے اسکی تعمیر کئی صدیاں پہلے جبکہ اس سے ملحقہ مسجد کو ۱۳ ویں صدی کے وسط میں تعمیر کیا گیا شامی فوج کا کہنا ہے کہ مزار اور اس سے ملحقہ مسجد کو اس لیے نشانہ بنایا گیا کہ یہاں پر بڑی تعداد میں 'باغی' موجود تھے ارے بدبختو! اگر تمہارے قہر و غضب سے بچنے کیلئے ان مظلوم لوگوں نے مزار و مسجد میں پناہ لی تھی تو تم ان کی وہاں جان بخشی کر کے 'مزار' اور 'مسجد' کے تقدس کو بچا لیتے مگر تم نے وہ کیا جو شیطان وقت امریکہ اور اس کے حواریوں کا منشا تھا ہمارا رب ہمارے رسول صلی اللہ علیہ والہ وسلم اور خود حضرت خالد بن ولید سیدہ زیب رضی اللہ عنہا کی ارواح تمہیں کبھی معاف نہیں کریں گی۔ مسلمانوں کے جذبات جو مجروح ہوئے اغیار کے جو حوصلے بڑھے اس کا وبال تمہارے سر ہے دیکھتے ہیں خدا کی بے آواز لاٹھی کب حرکت میں آتی ہے اور تمہیں صفحہ ہستی سے حرف غلط کی طرح مٹا کر رکھ دیتی ہے۔

بہر حال جمیع عالم اسلام کی طرح 'شیران اسلام' کا ہر رکن اور خود سرپرست 'شیران اسلام صاحبزادہ پیر محمد عطاء الحق نقشبندی سجادہ نشین آستانہ عالیہ حضور مفکر اسلام قدس سرہ) اس سانحہ کا فاجعہ پر سراپا احتجاج ہیں اور حکومت وقت سے مطالبہ کرتے ہیں کہ شامی حکومت سے سخت باز پرس کی جائے اسے کہا جائے کہ مزارات و مساجد کو پہلے سے بہتر حالت میں تعمیر کرے، عالم اسلام سے معافی مانگی جائے اس مذموم فعل کے مرتکب افراد کو عبرتناک سزائیں دی جائیں اور آئندہ اس قسم کے واقعات کی روک تھام کیلئے قوانین متعارف کروائے جائیں۔

تمام مسلمانوں سے بھی اپیل ہے کہ اتحاد و اتفاق کی فضا قائم کریں اور اپنے مذہبی جذبات کو جروح کونے والوں کے عزائم ناکام بنا دیں اللہ ہم سب کا حامی و ناصر ہو۔

آمین بجاہ النبی الکریم الامین علیہ الصلوۃ والتسلیم

روزہ و عید

(یعنی صبر وشکر کی عملی تربیت)

حضور مفکر اسلام علیہ الرحمہ

بسم اللہ الرحمٰن الرحیم

انسان کی عظمت:

انسان کی عظمت کو جانچنے کے جتنے بھی پیمانے تصور میں آسکتے ہیں، ان میں دو بہت اہم اور فیصلہ کن ہیں۔

ا۔ ایک یہ کہ مصیبت کے وقت اس کا طرز عمل کیا ہوتا ہے اور مشکلات زندگی کو کس حد تک برداشت کرتا ہے۔

۲۔ اور دوسرا یہ کہ خوشی اور خوشحالی وکامیابی کے موقع پر وہ کیا کرتا ہے۔ (اور کیا سوچتا ہے)

اگر ایک انسان مصیبت آنے پر سخت بددل و مایوس ہو جاتا ہے، گھبراہٹ کے وقت ہوش وحواس کھو بیٹھتا ہے' خودکشی کر لیتا ہے یا کسی اور کو مار دیتا ہے' مشکل کو سامنے دیکھ کر اس کا مقابلہ کرنے کی بجائے پوری طرح ہمت ہار بیٹھتا ہے' دشمن نظر آئے تو اس کے ہاتھ پاؤں شل ہو جاتے ہیں' ایسے آدمی کے پست حوصلہ ہونے میں کیا شک ہے۔ یہ شخص کسی طرح بھی ملک وملت بلکہ انسانیت کیلئے قابل فخر نہیں۔

یونہی وہ شخص جو مال و دولت کی کثرت سے مغرور ومتکبر ہو جاتا ہے اور دوسرے انسانوں کو نہایت گھٹیا خیال کرتا ہے' جسے خوشحالی میں سوا عیاشی کے کوئی کام نہیں ہوتا اور دنیا میں اس حد تک گم ہو جاتا ہے کہ اپنی عاقبت کی پروا بھی نہیں کرتا' برسر اقتدار آتا ہے تو فرعون بن کر خدائی کے دعوے کرنے لگتا ہے، ایسا آدمی بھی حقیقت میں پست ہمت اور کم حوصلہ ہے۔ انسانیت کیلئے یہ پہلے شخص سے بھی زیادہ نقصان دہ اور باعث عار ہے۔

مومن کی شان: سچے دل سے خدا اور رسول خدا صلی اللہ تعالیٰ علیہ والہ وسلم کو ماننے والا کبھی مصیبت اور تلخی وترشی میں مایوس نہیں ہوتا اور کبھی امن وسکون اور خوشحالی و بلند اقبالی میں مغرور نہیں ہوتا۔ مصیبت میں اس کے مایوس نہ ہونے کی وجہ یہ ہے کہ وہ اللہ کی قدرت و کبریائی پر ایمان رکھتا ہے۔ عقیدہ توحید اسے خدا کی رحمت سے ناامید ہونے دیتا ہی نہیں۔ پھر یہ امید غم کے طوفانوں سے اس کا بیڑا پار کر دیتی ہے۔ وہ جانتا ہے کہ کارساز حقیقی کی تقدیر سے ہی یہ حالات پیدا ہوئے ہیں اور وہ انہیں بدلنے پر بھی قادر ہے نیز خدا کو حاکم وحکیم مان کر اسے تقدیر کے ہر کام میں حکمت ومصلحت دکھائی دیتی ہے لہٰذا راضی برضا رہتا ہے۔ پھر عقیدہ رسالت بھی اس کی خوب رہبری اور دلنوازی کرتا ہے۔ حضور سرور کائنات فخر موجودات صلی اللہ تعالیٰ علیہ والہ وسلم کی سیرت مقدسہ اس سلسلے میں بھی انسان کی آنکھیں کھولنے کیلئے

کافی ہے۔ بعثت کے بعد کفار مکہ نے خدا کے سب سے بڑے محبوب ومطلوب جس کے لئے ساری دنیا بنائی گئی ہے (صلی اللہ تعالیٰ علیہ والہ وسلم) سے کیا کیا بدسلوکی نہ کی اور کیا کیا اذیت نہیں دی مگر اللہ اکبر' کسی ایک موقعے پر بھی نہ پائے اقدس میں لڑکھڑاہٹ پیدا ہوئی اور نہ جبین مقدس پر بل آیا۔ ایک دفعہ صحابہ کرام رضی اللہ تعالیٰ عنھم بھی پریشان ہوگئے اور تلخی حالات سے گھبرا گئے تو بارگاہ رسالت علیٰ صاحبہا الصلوٰۃ و السلام میں دعا کیلئے التجا کرنے لگے۔ ارشاد ہوا۔

''تم سے پہلے اہل حق میں سے آدمی کو پکڑ کر اس کیلئے زمین میں گڑھا کھودتے' اسے اس میں کھڑا کر کے آرا لاتے اور اس کے سر پر چلاتے وہ دو ٹکڑے ہو جاتا۔ نیز آہنی کنگھیاں اس کے گوشت اور ہڈیوں میں پھیرتے لیکن یہ اس کو دین سے نہ روک سکتی'' (ریاض الصالحین)

توحید و رسالت پر صدق دل سے یقین رکھنے والا دولت وطاقت کے نشے سے بھی محفوظ رہتا ہے۔ وجہ یہ ہے کہ اس کے نزدیک بڑی سے بڑی نعمت بھی اصل میں خدا کی دی ہوئی ہوتی ہے۔ نیز عارضی ہے اور آزمائش امتحان کیلئے۔ لہذا اس کی بندگی کا تقاضا یہی ہے کہ مغرور ہونے کی بجائے نعمت دینے والے کا شکر گزار رہنا ہے۔ پھر حضور اکرم نور مجسم صلی اللہ تعالیٰ علیہ والہ وسلم کا اسوہ حسنہ عملی طور پر اسے بے قابو نہیں ہونے دیتا۔ ساری کائنات کی عظمتیں لے کر بھی حضور پرنور صلی اللہ تعالیٰ علیہ والہ وسلم نے سب سے زیادہ تواضع اختیار فرمائی اور بات بات پر اپنے رب کا شکر ادا کیا۔ اگر حمد سب سے بڑا شکر ہے جیسا کہ حدیث پاک کے الفاظ سے ظاہر ہے۔ **الحمد راس الشکر** (مشکوۃ باب ثواب تسبیح)

تو حضور اکرم صلی للہ تعالیٰ علیہ والہ وسلم کے اسم گرامی ''احمد'' کا معنی ہی یہ ہوا کہ وہ ذات پاک جس نے اپنے رب کا سب سے بڑا شکر سب سے زیادہ ادا کیا۔ چنانچہ فتح مکہ کے دوران بھی حضور خواجہ کونین صلی للہ تعالیٰ علیہ والہ وسلم فاتحانہ شان سے جب مکہ معظمہ میں داخل ہو رہے تھے تو انکسار و تواضع کی بنا پر سر انور خالق کائنات کی بارگاہ میں اس قدر جھکا ہوا تھا کہ ریش مبارک ناقہ کے کجادے کو چھو رہی تھی۔ حضور نہایت خوش الحانی سے سورۃ الفتح کی تلاوت فرما رہے تھے اور پیچھے حضرت زید بن حارثہ کے بیٹے حضرت اسامہ رضی اللہ عنہ سوار تھے۔

غرض صبر اور شکر اسلامی عظمت کردار کے دو عظیم عنوان ہیں۔ حضور پرنور صلی اللہ تعالیٰ علیہ والہ وسلم ایک جگہ فرماتے ہیں۔

''مومن کی عجیب شان ہے، اس کے ہر کام میں بہتری ہوتی ہے اور یہ بات مومن کے سوا کسی کو حاصل نہیں۔ اچھا وقت آئے تو شکر ادا کرتا ہے اور اس میں بھی اس کا بھلا ہوتا ہے، اگر سخت وقت آئے تو صبر کرتا ہے اور اس میں بھی اس کا بھلا ہوتا ہے'' (مسلم شریف)

صبر کے فضائل

ا۔ بے حساب اجر' چنانچہ قرآن پاک میں ہے

انمایوفی الصبرون اجرهم بغیر حساب (الزمر)

ترجمہ: بے شک صبر کرنے والوں کو بغیر حساب کے اجر دیا جائے گا۔

۲۔اللہ کا ساتھ' قرآن پاک میں ہے۔

ان اللہ مع الصبرین۔(البقرہ)

ترجمہ: بے شک اللہ صابروں کے ساتھ ہے

۳۔الصبر ضیاء (مسلم شریف)

ترجمہ: صبر روشنی ہے۔

۴۔ماعطی الحد عطاء خیرا اوسع من الصبر (متفق علیہ)

ترجمہ: صبر سے بہتر اور وسعت و برکت والی کوئی شے کسی کو عطا نہیں کی گئی۔

روزے کی فرضیت کا اہم مقصد بھی صبر کی تربیت ہے۔ چنانچہ حدیث شریف میں فرمایا گیا

ھو شھر الصبر و الصبر ثوابه الجنته

ترجمہ: وہ (یعنی رمضان) صبر کا مہینہ ہے اور صبر کا ثواب جنت ہے۔

صبر ہر تلخی میں اپنے جذبات پر قابو رکھنے' خدا اور رسول صلی اللہ علیہ والہ وسلم کے دشمنوں کے مقابلے میں ڈٹ جانے' راہ حق میں آنے والی ہر مصیبت کو برداشت کرنے' کسی بھی آفت میں خدا سے لو لگائے رکھنے کا نام ہے تو یقیناً روزہ اگر اپنے پورے آداب کے ساتھ رکھا جائے تو مرد مومن کے انہیں اوصاف کو پروان چڑھاتا ہے۔

شکر کے فضائل:

۱۔نعمت زیادہ ہو،قرآن پاک فرماتا ہے۔

لئن شکرتم لا زید نکم

۲۔عذاب سے حفاظت۔حضرت لوط علیہ السلام اور ان کے اہل بیت عذاب خداوندی سے محفوظ رہے، خدا تعالیٰ یہ واقعہ بیان کر کے فرماتا ہے۔

کذا لک نجزی من شکر

ترجمہ: اسی طرح ہم بدلہ دیتے ہیں اس کو جو شکر ادا کرے۔

۳۔روزے کا ثواب' حدیث پاک میں ہے۔

''کھا کر شکر ادا کرنے والے کیلئے ایسا ہی اجر ہے جیسا صابر روزہ دار کیلئے (الجامع الصیغر۔سیوطی)

شکر کی عملی تربیت دینے کیلئے مسلمانوں کو خصوصیت کے ساتھ دو عیدیں بھی عطا ہوئیں۔

۱۔عید الفطر ۲۔عید الضحیٰ (یعنی عید قربانی)

ان دونوں میں خداوند کریم کے انعام واحسان کے اظہار کا حکم دیا گیا ہے۔سب کچھ ہوتے ہوئے بھی انسان کے لباس وغیرہ سے غربت وافلاس ہی ظاہر ہوتا ہو تو یہ بھی شکر کے خلاف ہے۔چنانچہ ایک دفعہ ایک صحابی رضی اللہ عنہ حضور اکرم صلی اللہ علیہ والہ وسلم کی خدمت میں پھٹا پرانا لباس پہنے حاضر ہوئے۔سرکار ابد قرار صلی اللہ علیہ والہ وسلم نے پوچھا' کیا تم کچھ مال بھی رکھتے ہو؟ عرض کیا' ہاں! اللہ تعالیٰ نے مجھے بھیڑ بکریاں اور اونٹ سب کچھ دیئے ہوئے ہیں۔حضور صلی اللہ علیہ والہ وسلم نے فرمایا تو ان کا اظہار کرو۔اسی طرح ایک صحابی رضی اللہ عنہ کافی غیر حاضری کے بعد تشریف لائے۔چہرے سے کمزوری کے آثار ظاہر تھے۔حضور پر نور صلی اللہ علیہ علیہ والہ وسلم نے پوچھا' تم بہت خوش شکل تھے' اب وہ صورت کیا ہوئی۔عرض کیا' جناب (نفلی) روزوں نے یہ حال کر دیا ہے۔فرمایا' تم پر اپنی جان کا بھی حق ہے۔اس کو پوری طرح ادا کرو۔

اسلام کی حقیقت: حقیقت یہ ہے کہ اسلام خدا کی بخشی ہوئی نعمتوں سے منہ پھیرنے اور دنیا سے پوری طرح بائیکاٹ کرنے کا نام نہیں۔اس کا اصل مقصد تو یہ ہے کہ بندہ اپنے مالک کو ہر حال میں مالک سمجھے اور اس کی فرمانبرداری سے کبھی بھی فارغ و بے نیاز نہ ہو۔وہ کھلائے تو کھائے' پلائے تو پی لے، جگائے تو جاگ لے اور سلائے تو سو جائے۔رمضان شریف میں دن کے وقت کھانے پینے سے منع فرماتا ہے تو رک جائے اور سحری وافطاری کا حکم دیتا ہے تو کھا پی لے۔پھر اس فرمانبرداری کو بھی اپنی بہادری نہ سمجھے بلکہ اسی کا فضل اور اسی کی توفیق یقین کرے۔رمضان شریف میں اس کے احکام کی پابندی کی تو فرمایا اب خوشی منالو۔یہ خوشی کا ہے کی ہے' امتحان میں کامیاب ہونے کی۔لہذا غسل کرو نئے پاک صاف، دھلے ہوئے کپڑے پہنو' خوشبو لگاؤ' ایک دوسرے کو مبارکباد دو۔مگر کسی لمحے یہ بات ذہن سے نہ اترے رمضان شریف اور اس کے متعلقات' پھر ان کے احترام کی سعادت' پھر یہ عید سعید سب اسی پاک ذات کی بخشی ہوئی ہیں لہذا عید گاہ کو آتے جاتے اس کی تکبیریں پڑھتے جاؤ' اس کی حمد کے ترانے گاتے جاؤ اور اس کا شکر ادا کرتے رہو۔ادھر تم بندگی کا اظہار کرو' ادھر اس کی بخشش کا انداز دیکھو' حدیث پاک میں ہے۔

پھر جب ان (مسلمانوں) کی عید کا دن ہوتا ہے تو اللہ اپنے بندوں پر فرشتوں کے سامنے فخر فرماتا ہے اور فرماتا ہے' اے فرشتو! اس مزدور کی کیا اجرت ہے جو اپنا کام پورا کر دے؟ فرشتے عرض کرتے ہیں' اے ہمارے رب! اس کی اجرت یہ ہے کہ اس کا معاوضہ بھی پورا پورا دیا جائے۔رب فرماتا ہے' اے میرے فرشتو! میرے غلاموں اور میری کنیزوں نے فرض ادا کر دیا۔پھر وہ (غلام) گھروں سے دعا کیلئے عیدگاہ کی طرف نکلے۔قسم ہے اپنی عزت' اپنے جلال' اپنے کرم' اپنی عظمت اور اپنی بلندی منزلت کی' میں انکی دعائیں ضرور قبول فرماؤں گا۔پھر رب (بندوں سے) فرماتا ہے' لوٹ جاؤ! میں نے تمہیں بخش دیا ہے اور تمہارے گناہوں کو نیکیوں میں تبدیل کر دیا ہے رسول پاک صلی اللہ علیہ والہ وسلم فرماتے ہیں، چنانچہ مسلمان اپنی بخشش کرا کے (گھر) واپس آتے ہیں۔(مشکوۃ شریف)

یہ بخشش سب عید پڑھنے والوں کیلئے ہے کیونکہ عید بھی ایک دو فرد کی نہیں ساری ملت کی ہے۔ مگر ہے کس بنا پر؟ **قد ادوا افترضتی** (ارشاد ربانی کے مطابق' انہوں نے میرا عائد کردہ فرض پورا کیا) یہ فرض (روزہ) جب تک صدقہ فطر ادا نہ کیا جائے' زمین و آسمان کے درمیان لٹکا رہتا ہے۔ (دیلمی' خطیب' ابن عساکر) ابوداؤد شریف کی ایک حدیث پاک کے مطابق' صدقہ فطر روزوں کو بیہودہ اور لغو کلام سے پاک کرنے نیز غریبوں کو کھلانے کیلئے واجب ہوا ہے۔ جب تک ملت کے غریب غربا کا حق ادا نہ کیا جائے اور انہیں اپنی خوشیوں میں شامل نہ کیا جائے' عید کا اصل مقصد پورا نہیں ہوگا۔

ہمارے دور کی عیدیں: ازحد افسوس کی بات ہے کہ امت اپنے بنیادی تصوارت سے غافل اور دور ہوتی جا رہی ہے۔ عید یقیناً خوشی منانے کا دن ہے مگر اس کے ساتھ ساتھ یہ بات ذہن نشین رہنی چاہئے کہ یہ خوشی تقوی کے امتحان میں کامیاب ہونے کی بنا پر عطا ہوئی ہے لہذا اس خوشی میں بھی تقوی کا دامن ہاتھ سے نہیں چھوٹنا چاہئے۔ عیاشی و فحاشی کی یہاں کسی حال میں بھی گنجائش نہیں' خوشی کے دن تو اور بھی محتاط رہنے کی ضرورت ہے تا کہ خدانخواستہ کہیں یہ خوشی' خدا کے غضب و قہر کے نزول کا باعث نہ بن جائے اور ہمارا طرز شکر نہیں ازدیاد نعمت کا سبب نہ بن جائے' ہمیں کوشش کرنی چاہئے کہ امتحان "صبر" میں کامیابی کے بعد امتحان "شکر" میں بھی کامیاب ہوں اور یوں عیدوں کا سلسلہ جاری رہے۔

ناچ' گانے' کھیل' تماشے اور لغو بیہودہ حرکات اسلامی مزاج سے کوئی لگاؤ نہیں رکھتیں۔ یہ سب کفری تہذیب کے شعائر ہیں۔ آج جب کہ امریکہ پاکستان کے اسلامی تشخص کو (معاذ اللہ) ختم کرنے پر تلا ہوا ہے' کتنے دکھ کی بات ہے' ہم بھی شعوری یا غیر شعوری طور پر اس کی ناپاک خواہش کے مطابق عمل کر کے خود کو ذبح کیے جا رہے ہیں۔ پاکستان کا قیام دین اسلام کے نام پر ہوا۔ اس کی بقا بھی اس پر منحصر ہے۔

ہمارا خدا اور ہمارے نبی رحمت صلی اللہ علیہ والہ وسلم ہم سے راضی ہیں تو ہماری عید ہے اور وہ معاذ اللہ ناراض ہو جائیں تو کوئی پناہ نہیں' کہیں پناہ نہیں۔

پانچ عیدیں: عید کے اسلامی تصور کو خوب واضح کرنے کیلئے لیجئے حضرت انس بن مالک رضی اللہ عنہ کا ارشاد سنئے۔ آپ فرماتے ہیں "مومن کے لئے پانچ عیدیں ہیں"

اول۔ ہر وہ دن جب اس کے نامہ اعمال میں کوئی گناہ نہ لکھا جائے

دوم۔ وہ دن جب دنیا سے ایمان و شہادت کے ساتھ مکر شیطان سے محفوظ ہو کر جائے۔

سوم۔ وہ دن جب پل صراط عبور کر کے قیامت کی ہولناکیاں' دشمنوں اور دوزخ کے نگہبانوں سے بچ نکلے گا۔

چہارم۔ وہ دن جب جنت میں داخل ہوگا اور جہنم کے خطرے سے آزاد ہو جائے۔

پنجم۔ وہ دن جب اپنے رب کے دیدار سے مشرف ہوگا۔ خداوند کریم اپنے حبیب کریم علیہ والصلوۃ والسلام کے طفیل ہمیں سچی "عید" فرمائے۔

صدقہ فطر

﴿محقق دوراں جناب مفتی علامہ محمد نصر اللہ نقشبندی قادری آسوی﴾

بسم اللہ الرحمن الرحیم

حضرت ابن عباس رضی اللہ عنہما بیان کرتے ہیں کہ رسول اللہ ﷺ نے صدقہ فطر اس لئے مقرر فرمایا تا کہ لغو اور بیہودہ کلام سے روزہ کی طہارت ہو جائے اور دوسری طرف مساکین کے لئے خوراک ہو جائے۔(ابوداؤد)

حضرت ابن عباس رضی اللہ عنہما نے رمضان کے آخر میں لوگوں سے فرمایا کہ تم لوگ اپنے روزوں کا صدقہ ادا کرو کیونکہ رسول اللہ ﷺ نے اس صدقہ کو ہر مسلمان پر مقرر فرمایا ہے خواہ وہ آزاد ہو یا غلام، مرد ہو یا عورت، چھوٹا ہو یا بڑا۔ ہر ایک کی طرف سے ایک صاع کھجور یا جَو یا نصف صاع گیہوں۔(ابوداؤد، نسائی)

س　صدقہ فطر کسے کہتے ہیں؟

ج　عیدالفطر کے دن جو صدقہ دیا جاتا ہے اسے صدقہ فطر کہتے ہیں۔

س　صدقہ فطر واجب ہے یا سنت؟

ج　صدقہ فطر واجب ہے اور عمر بھر اس کا وقت ہے یعنی جب بھی ادا کرے گا ادا ہی ہوگا قضا نہ ہوگا اگرچہ نماز عیدالفطر سے پہلے ادا کر دینا مسنون ہے۔(درمختار۔ بہار شریعت)

س　صدقہ فطر کس پر واجب ہے؟

ج　صدقہ فطر مالکِ نصاب پر واجب ہوتا ہے۔

س　کیا زکوٰۃ اور صدقہ فطر کے نصاب میں کچھ فرق ہے؟

ج　ہاں، زکوٰۃ واجب ہونے کے لئے ساڑھے باون تولہ چاندی یا ساڑھے سات تولہ سونا یا ان میں سے کسی ایک کی قیمت کا سامانِ تجارت حاجت اصلیہ سے زائد ہونا ضروری ہے۔ اور صدقہ فطر میں چاندی یا سونا کے نصاب کی قیمت کا اگر سامان غیر تجارت بھی حاجتِ اصلیہ سے زائد ہو تو صدقہ فطر واجب ہوگا۔ مثلاً کسی کے پاس تانبے پیتل کے برتن تجارت کے لئے نہ ہوں مگر حاجتِ اصلیہ سے زائد ہوں اور ان کی قیمت چاندی یا سونے کے نصاب کے برابر ہو تو ان برتنوں کے سبب زکوٰۃ واجب نہیں ہوگی مگر صدقہ فطر واجب ہوگا۔

س　صدقہ فطر کس کی طرف سے دینا واجب ہے؟

ج　ہر مالک نصاب پر اپنی طرف سے اور اپنی ہر نابالغ اولاد کی طرف سے ایک ایک صدقہ فطر دینا واجب ہے۔ ہاں اگر نابالغ اولاد خود مالک نصاب ہو تو اس کا صدقہ اس کے مال سے ادا کرے۔

س　صدقہ فطر کس پر واجب ہوتا ہے؟

ج　عید کے دن صبح صادق طلوع ہوتے ہی صدقہ فطر واجب ہوتا ہے لہٰذا کوئی شخص صبح صادق سے پہلے مر گیا یا صبح صادق ہونے کے بعد بچہ پیدا ہوا تو صدقہ فطر واجب نہ ہوا۔ اگر صبح صادق ہونے کے بعد مرا یا صبح صادق ہونے سے پہلے بچہ پیدا ہوا تو صدقہ فطر واجب ہے۔(فتاویٰ عالمگیری، بہار شریعت)

س صدقۂ فطر عید سے پہلے رمضان شریف میں دینا جائز ہے یا نہیں؟

ج جائز ہے۔ فتاوی عالمگیری۔ درمختار)

س صدقۂ فطر کی مقدار کیا ہے؟

ج صدقۂ فطر کی مقدار یہ ہے کہ گیہوں یا اس کا آٹا آدھا صاع دیں اور کھجور منقی یا جو یا اس کا آٹا ایک صاع دیں۔

س صاع کتنی مقدار کا ہوتا ہے؟

ج اعلیٰ درجہ کی تحقیق اور احتیاط یہ ہے کہ نئے وزن سے چار کلو اور تقریباً ۹۴ گرام اور آدھا صاع دو کلو تقریباً ۴۷ گرام کا ہوتا ہے۔

س اگر گیہوں یا جو دینے کے بجائے ان کی قیمت دی جائے تو کیا حکم ہے؟

ج ان کی قیمت دینا افضل ہے۔

س اگر چاول اور باجرہ وغیرہ صدقہ میں دینا چاہیں تو کیا حکم ہے؟

ج گیہوں، جو، کھجور اور منقی ان چار چیزوں کے علاوہ اگر کوئی دوسرا غلہ دینا چاہیں تو قیمت کا لحاظ ہوگا یعنی اس چیز کا آدھے صاع گیہوں یا ایک صاع جو کی قیمت کا ہونا ضروری ہے۔

س صدقۂ فطر کن لوگوں کو دینا جائز ہے؟

ج جن لوگوں کو زکوۃ دینا جائز ہے ان کو صدقۂ فطر دینا بھی جائز ہے اور جن لوگوں کو زکوۃ دینا جائز نہیں ان کو صدقۂ فطر دینا بھی جائز نہیں۔

نصاب کی تین قسمیں ہیں

(۱) وہ نصاب جس میں بڑھنا اور سال گزرنا شرط ہے، (۲) وہ نصاب جس کی وجہ سے چار احکام واجب ہوتے ہیں۔ صدقہ لینا حرام ہو جاتا ہے، قربانی اور صدقۂ فطر نیز قریبی رشتہ داروں کا نفقہ واجب ہوتا ہے۔ اس نصاب میں نہ تو تجارت کے ذریعے بڑھنا شرط ہے نہ ہی سال کا گزرنا (۳) تیسرا نصاب وہ ہے کہ جس کی موجودگی میں سوال کرنا حرام ہے یعنی ایک وقت کا رزق موجود ہونا۔ بعض کے نزدیک پچاس درہم کا مالک ہونا۔

س صاحب نصاب کون ہوتا ہے؟

ج جس کے پاس ساڑھے سات تولہ سونا یا ساڑھے باون تولہ چاندی یا ان کی قیمت کے برابر مال ہو یا اس سے زیادہ ہو۔ یا سونے کا نصاب بیس مثقال اور چاندی کا نصاب ان دراہم سے دو سو درہم ہیں جن کے ہر دس درہم سات مثقال کے برابر ہوں۔ ہمارے مروجہ نظام کے مطابق ایک مثقال (۴٫۲۵) گرام ہے لہذا بیس مثقال (۸۵) گرام ہوں گے۔ ایک درہم چاندی (۲٫۹۷۵) گرام ہوتی ہے لہذا دو سو درہم (۵۹۵) گرام ہوتے ہیں۔ زکوۃ واجب ہونے کے لئے سال کے شروع میں اور وجوب ادا کے لئے سال کے آخر میں نصاب کا مکمل ہونا ضروری ہے۔ اب سال کے دوران بڑھ جائے یا کم ہو جائے اس سے کچھ فرق نہیں پڑتا۔ نور الایضاح مترجم ص (۲۸۶-۲۹۲-) البتہ یہ مال قرض، حاجت اصلیہ اور اہل وعیال کی ضرورتوں سے فارغ ہو۔

س حاجت اصلیہ کیا ہیں؟

ج جس کی طرف زندگی بسر کرنے میں آدمی کو ضرورت ہے جیسے رہنے کا مکان، گرمیوں سردیوں میں پہننے کے کپڑے خانہ داری کا سامان، سواری کے جانور یا موٹر وغیرہ یا علماء کے لئے کتابیں وغیرہ یا اپنی حفاظت کے لئے اسلحہ وغیرہ)

صدقۂ فطر ہر صاحب نصاب آزاد مسلمان پر عید الفطر کی صبح طلوع ہوتے وقت واجب ہے پس اپنی طرف سے اور اپنے چھوٹے محتاج بچوں کی طرف سے ادا کرے اگر وہ مالدار ہوں تو ان کے مال سے ادا کرے۔

ہر آدمی کا صدقۂ فطر ۱۰۰ سو روپیہ ہے۔

شراب نوشی

......﴿مبلغ اسلام حضرت علامہ سید سعادت علی قادری﴾......

بسم اللہ الرحمٰن الرحیم

خمر: ہراس پینے والی چیز کو کہتے ہیں جس میں نشہ ہو، چاہے زیادہ پینے سے نشہ آئے یا کم پینے سے۔ چاہے پینے والے کو نشے کا احساس ہو یا نہ ہو اسی کو عام اصلاح میں "شراب" کہا جاتا ہے۔ اسلام نے اس کو حرام اور ناپاک قرار دیا اور یہی حکم ہر اس چیز کا ہے جس میں "سکر" یعنی نشہ ہو۔ جس سے پینے والے کی عقل پر اثر ہو۔ جیسے چرس، حشیش، مروانہ وغیرہ۔ اللہ تعالیٰ ارشاد فرماتا ہے:

یا یھا الذین امنوا انما الخمر والمیسر والانصاب والازلام رجس من عمل الشیطٰن فاجتنبو لعلکم تفلحون ۝ انما یرید الشیطٰن ان یوقع بینکم العداوۃ و البغضاء فی الخمر والمیسر و یصدکم عن ذکر اللہ و عن الصلوٰۃ فھل انتم منتھون۝

ترجمہ: اے ایمان والو! یہ شراب اور جوا اور بت اور جوئے کے تیر سب ناپاک ہیں شیطان کے کام ہیں سو بچو ان سے تا کہ تم فلاح پاؤ۔ یہی تو شیطان چاہتا ہے کہ ڈال دے تمہارے درمیان دشمنی اور کینہ، شراب اور جوئے کے ذریعہ اور روک دے تمہیں خدا کی یاد سے اور نماز سے تو کیا تم باز آنے والے ہو؟ (شراب سے اور جوئے سے) (پ ۷، مائدہ، ۹۰۔۹۱)

قرآن پاک کے اس ارشاد کی وضاحت کے لئے نبی کریم صلی اللہ تعالیٰ علیہ والہ وسلم کے چند ارشادات ملاحظہ ہوں آپ صلی اللہ تعالیٰ علیہ والہ وسلم فرماتے ہیں:

عن ابن عمر رضی اللہ تعالیٰ عنہ قال قال رسول اللہ صلی اللہ تعالیٰ علیہ والہ وسلم کل مسکر خمر و کل مسکر حرام ومن شرب الخمر فی الدنیا فمات وھو یدمنھا لم یتب لم یشربھا فی الاخرۃ۔ (رواہ مسلم)

ترجمہ: حضرت ابن عمر رضی اللہ تعالیٰ عنہ سے روایت ہے کہ رسول اللہ صلی اللہ تعالیٰ علیہ والہ وسلم نے فرمایا جو چیز نشہ لائے شراب ہے اور ہر نشہ والی چیز حرام ہے اور جو شخص دنیا میں شراب پئے اور ہمیشہ پیتا رہے یہاں تک کہ بغیر توبہ کئے مر جائے آخرت میں اس کو شراب پینے کو نہ ملے گی۔

عن جابر رضی اللہ تعالیٰ عنہ ان رسول اللہ صلی اللہ تعالیٰ علیہ والہ وسلم قال ما اسکر کثیرہ فقلیلہ حرام۔ (ترمذی، ابو داؤد، ابن ماجہ)

ترجمہ: حضرت جابر رضی اللہ تعالیٰ عنہ سے روایت ہے رسول اللہ صلی اللہ تعالیٰ علیہ والہ وسلم نے فرمایا جو چیز زیادہ مقدار میں استعمال کرنے سے نشہ لائے اس کا تھوڑی مقدار میں استعمال کرنا بھی حرام ہے۔

عن عائشہ صدیقہ رضی اللہ تعالیٰ عنہا قالت سئل رسول اللہ صلی اللہ تعالیٰ علیہ والہ وسلم عن البتع وھو نبیذ العسل فقال کل شراب اسکر فھو حرام۔ (متفق علیہ)

ترجمہ: حضرت عائشہ صدیقہ رضی اللہ تعالیٰ عنہا سے روایت ہے رسول اللہ صلی اللہ تعالیٰ علیہ والہ وسلم سے شہد کی نبیذ کا حکم دریافت کیا گیا آپ نے فرمایا پینے کی ہر وہ چیز جو نشہ کرے حرام ہے۔

عن ابی ہریرہ رضی اللہ تعالیٰ عنہ عن رسول اللہ صلی اللہ تعالیٰ علیہ والہ وسلم قال الخمر من ھاتین الشجرتین النخلة والعینة۔ (مسلم)

ترجمہ: حضرت ابوہریرہ رضی اللہ تعالیٰ عنہ سے روایت ہے کہ رسول اللہ صلی اللہ تعالیٰ علیہ والہ وسلم نے فرمایا شراب دو درختوں سے بنتی ہے یعنی کھجور اور انگور سے۔

عن النعمان بن بشیر رضی اللہ تعالیٰ عنہ قال قال رسول اللہ صلی اللہ تعالیٰ علیہ والہ وسلم ان من الحنطة خمراً ومن الشعیر خمراً ومن التمر خمراً ومن الزبیب خمراً ومن العسل خمراً۔ (رواہ الترمذی، وابوداؤد، ابن ماجہ)

ترجمہ: حضرت نعمان بن بشر رضی اللہ تعالیٰ عنہ سے روایت ہے کہ رسول اللہ صلی اللہ تعالیٰ علیہ والہ وسلم نے فرمایا گیہوں سے بھی شراب بنتی ہے، جو سے بھی شراب بنتی ہے، کھجور سے بھی شراب بنتی ہے، انگور سے بھی شراب بنتی ہے اور شہد سے بھی۔

نبی کریم علیہ السلام نے واضح فرمادیا کہ ہر نشہ کرنے والی چیز حرام ہے چاہے اس کو اتنی کم مقدار میں استعمال کیا جائے کہ نشہ نہ ہو۔ نیز شراب صرف انگور سے ہی نہیں بنتی بلکہ شہد، کھجور، گیہوں جو وغیرہ سے بھی بنتی ہے جس کو آج کل "بیئر" کہتے ہیں یہ بھی حرام ہے۔

اسلام کا سورج طلوع ہونے سے پہلے عرب میں شراب اس قدر عام تھی کہ کسی شخص کا شرابی نہ ہونا بڑا ہی عجیب خیال کیا جاتا تھا۔ تاہم چند خوش نصیب ایسے تھے جو طبعاً شراب سے نفرت کرتے تھے اور انہوں نے کبھی چکھی تک نہ تھی۔

نبی کریم صلی اللہ تعالیٰ علیہ والہ وسلم کے متعلق تو شراب پینے یا کسی برائی میں مبتلا ہونے کا تصور بھی نہیں کیا جاسکتا کہ اللہ تعالیٰ نے آپ کو معصوم پیدا فرمایا اور آپ بچپن و جوانی ہمیشہ ہی ہر قسم کی برائی سے بچے رہے۔ بہر حال دوسرے لوگ اس قدر عادی تھے کہ شاید ہی کوئی گھر ایسا ہو جس میں شراب نہ پائی جاتی ہو۔ جو خوش نصیب نہیں پیتے تھے ان کے گھروں میں بھی اس لئے موجود ہوتی تھی کہ گھر کے دوسرے افراد پیتے تھے یا مہمانوں کی تواضع کی جاتی تھی۔

حرمت: مسلمان ہونے کے بعد بعض صحابہ کرام نے خود ہی شراب چھوڑ دی تھی اس خیال سے کہ وہ مذہب جو امن و سلامتی اور عزت و وقار کی زندگی بسر کرنے کی دعوت دیتا ہے، شراب کو ہرگز گوارا نہیں کرسکتا کہ اس کے پینے سے معاشرے میں فتنہ و فساد، ذلت و خواری کا ہونا یقینی ہے لیکن اب تک چونکہ اسلام میں اس کے متعلق کوئی واضح حکم نہ تھا لہٰذا اصحابہ پیتے تھے اور انہیں اس سے کوئی منع بھی نہیں کرسکتا تھا۔

جب نبی کریم علیہ السلام ہجرت کرکے مدینہ تشریف لائے تو وہاں بھی یہی حال تھا کہ ہر گھر اور ہر محفل میں شراب کے دور چلتے تھے جو صحابہ پہلے ہی شراب چھوڑ چکے تھے اب انہیں زیادہ احساس ہونے لگا تھا شراب مسلمانوں کو زیب نہیں دیتی کبھی ایسا ہوتا کہ نماز میں لوگ شراب پی کر آجاتے کبھی حضور علیہ السلام کے دربار میں موجود ہوتے اور شراب کے نشے میں مست ہوتے کبھی شراب پی کر آپس میں جھگڑ پڑتے ظاہر ہے یہ تمام باتیں مسلمانوں کی عزت و وقار کے خلاف تھیں ایک دن حضرت عمر رضی اللہ عنہ حضرت معاذ بن جبل رضی اللہ

عنہ اور بعض دوسرے صحابہ حضور علیہ السلام کے دربار میں حاضر ہوئے اور عرض کرنے لگے۔

یارسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم شراب میں ہماری دولت برباد ہورہی ہے اس کی وجہ سے بھائی بھائی سے لڑتا جھگڑتا ہے یہ عقل خراب کردیتی ہے آپ اس کے متعلق کوئی حکم صادر فرمائیں۔ اس موقع پر وحی نازل ہوئی اور فرمایا گیا۔

یسئلونک عن الخمر والمیسر قل فیھما اثم کبیر ومنا فع للناس و اثمھما اکبر من نفعھما.

''وہ آپ سے شراب اور جوئے کے متعلق پوچھتے ہیں آپ فرمایئے ان دونوں میں بڑا گناہ ہے اور لوگوں کیلئے کچھ فائدے بھی ہیں اور ان کا گناہ بہت بڑا ہے ان کے فائدے سے'' (پ۲، بقرہ ۲۱۹)

اس آیت مبارکہ کے نازل ہونے کے بعد بہت صحابہ نے شراب چھوڑی کہ انہیں معلوم ہوگیا کہ اس میں بڑا گناہ ہے لیکن قرآن کریم نے اس کے فائدے کو بھی تسلیم کیا اور بالکل حرام ہونے کا اعلان بھی نہیں فرمایا لہذا اب بھی اس کے جام چلتے رہے۔

ایک دن حضرت عبدالرحمٰن بن عوف رضی اللہ عنہ نے صحابہ کرام میں سے اپنے چند دوستوں کی دعوت کی کھانے کے بعد حسب دستور شراب کا دور چلا اسی دوران نماز مغرب کا وقت آ گیا نماز کی تیاری ہوئی ایک صحابی نے نماز پڑھائی نشہ میں تھے سورۃ کافروں کی تلاوت کی لا اعبد ماتعبدون (میں ان کی عبادت نہیں کرتا جن کی تم کیا کرتے ہو) کی جگہ اعبد ماتعبدون (میں بھی ان کی عبادت کرتا ہوں جن کی تم کرتے ہو) پڑھ گئے، اس واقعہ کے بعد حکم دیا گیا۔

یایھاالذین امنو الاتقربو الصلوۃ و انتم سکری حتی تعلمو اماتقولون

''اے ایمان والو! نماز کے قریب نہ جاؤ جب تم نشہ کی حالت میں ہو یہاں تک کہ تم سمجھنے لگو جو کہتے ہو'' (پ۵، النساء ۴۳)

مایرید اللہ لیجعل علیکم من حرج

''اللہ نہیں چاہتا کہ تم پر کچھ تنگی (دشواری) کرے'' (پ۶، مائدہ، ۷)

وما اللہ یرید ظلما للعباد

''اور اللہ نہیں چاہتا کہ بندوں پر ظلم کرے'' (پ۲۴، مومن، ۳۱)

بہر حال چونکہ اب نشہ کی حالت میں نماز پڑھنے کی واضح ممانعت ہو چکی تھی لہذا دن بھر شراب کا سلسلہ تقریباً ختم ہو چکا تھا ہاں رات کو ضرور کچھ عادت پوری کر لیتے تھے۔ لیکن اس حکم کے بعد اب شوق و ذوق کی وہ کیفیت نہ رہی تھی جو اس سے پہلے تھی چند دن اسی حال پر گزرے کہ ایک روز عتبان بن مالک رضی اللہ عنہ نے احباب کی دعوت کی کھانے کے بعد حسب عادت شراب کا جام چلا۔ حاضرین نے پی مست ہو کر اپنے اپنے قصیدے سنانے لگے حضرت سعد بن وقاص رضی اللہ عنہ نے ایک قصیدہ پڑھا جس میں انصار کی برائیاں اور اپنی قوم مہاجرین کی تعریف تھی ایک انصاری نوجوان خود نشہ میں مدہوش تھا کو غصہ آ گیا۔ اس نے اونٹ کے جبڑے کی ایک ہڈی حضرت سعد رضی اللہ عنہ کے سر پر دے ماری جس سے ان کے سخت چوٹ آئی حاضرین آپس میں گتھم گتھا ہوئے۔ سارا واقعہ نبی کریم علیہ السلام کے دربار میں

پیش ہوا جہاں حضرت عمر رضی اللہ عنہ بھی موجود تھے۔اپنے بھائیوں کا یہ حال دیکھ کر آپ کو بے حد صدمہ ہوا۔اور آپ نے دعا کی۔

''اے اللہ شراب کے متعلق ہم پر تشفی بخش واضح حکم نازل فرمادے''

اب قوم کو تیار کیا جا چکا تھا وقت آ گیا تھا کہ اسلام کے مزاج کے مطابق واضح حکم کے ذریعہ تمام برائیوں کی اصل شراب سے ہمیشہ کیلئے مسلمانوں کو پاک وصاف کر دیا جائے۔پس اللہ نے فرمایا۔

یایہا الزین امنو انما الخمر و المیسر والا نصاب والا زلا م رجس

من عمل الشیطن فاجتنبوہ لعلکم تفلحون ○ انما یرید الشیطٰن ان

یوقع بینکم العداۃ و البغضاء فی الخمر و المیسر و یصدکم

عن ذکر اللہ وعن الصلوۃ فہل انتم منتھون

''اے ایمان والو! یہ شراب اور جوا اور بت جوئے کے تیر سب ناپاک ہیں شیطان کے کام ہیں سو بچو ان سے تا کہ تم فلاح پا جاؤ''

''یہی تو چاہتا ہے شیطان کہ ڈال دے تمہارے درمیان دشمنی اور کینہ شراب اور جوئے کے ذریعے اور روک دے تمہیں خدا کی یاد سے اور نماز سے تو کیا تم باز آنے والے ہو؟ (شراب اور جوئے سے) (پ ۷، مائدہ، ۹۰۔۹۱)

اب واضح حکم آ گیا کہ شراب حرام ہے ناپاک ہے شیطانی کام ہے آپس میں کھلی اور چھپی دشمنی پیدا کرتی ہے۔اللہ کی یاد اور نماز سے غافل کر دیتی ہے۔ہرگز یہ اس لائق نہیں کہ کلمہ پڑھنے والے کو اس کی بو بھی لگے پس اے اللہ کے ماننے والو! رسول کے غلامو! آج سے چھوڑ دو ہمیشہ کیلئے حرام ہر جگہ اور ہر موسم کیلئے حرام۔

اس حکم کے نازل ہونے سے پہلے صحابہ کرام نے ضرور شراب پی۔لیکن اس وقت پینا نہ گناہ تھا نہ قابل مذمت حلال تھی اور ہر حلال چیز کو استعمال کیا جا سکتا ہے۔لیکن اعلان حرمت کے بعد ان حضرات نے جس طرح اپنے مرغوب محبوب مشروب کو چھوڑا وہ قابل تعریف تھی ہے اور صداقت اسلام تربیت رسول کے اثر اور حضور علیہ السلام سے صحابہ کی محبت کی دلیل بھی ہے دنیا صحابہ کے اس عمل پر حیرت زدہ ہے اور ہم اپنے بزرگوں کے اس کردار پر فخر کرتے ہیں کاش ہم میں سے بگڑے ہوئے مسلمان بھائی جو اس لعنت میں مبتلا ہیں صحابہ کے نقش قدم پر چل کر ہمیشہ کیلئے شراب سے توبہ کر لیں سنئے جب شراب حرام ہونے کا اعلان ہوا تو صحابہ کرام کا کیا حال ہوا۔

خدا کے اس حکم کا اعلان رات کو اس وقت ہوا جب اکثر لوگ شراب کا آخری جام لینے کی تیاری کر رہے تھے اور یا محفلوں میں دور چل رہا تھا۔کہ اس وقت اللہ کے رسول صلی اللہ علیہ والہ وسلم کے منادی کی پکار سن کر لوگوں کے کان کھڑے ہوئے اور جونہی سنا کہ شراب حرام ہو چکی ہے تو حال یہ ہوا کہ۔

حضرت عبداللہ بن عمر رضی اللہ عنہما فرماتے ہیں جو برتن شراب کا جس کے ہاتھ میں تھا اس نے اس کو وہیں پھینکا شراب بھرے مٹکے گھر سے باہر لا کر توڑ دیئے۔

حضرت انس رضی اللہ عنہ اس وقت ایک محفل میں لوگوں کو شراب پیش کر رہے تھے۔ حضرت ابوطلحہ،عبید بن جراح ،ابی بن کعب، سہیل رضی اللہ عنہم جیسے جلیل القدر صحابہ اس محفل میں موجود تھے۔ ہر طرف سے آوازیں آرہی تھیں،''ادھر لاؤ، ادھر لاؤ'' لیکن جونہی یہ اعلان سناسب پکارے''ہاتھوں سے جام پھینکو شراب کے مٹک جلدی جلدی توڑ دو'' جس کے ہونٹوں تک جام پہنچ چکا تھا اس نے وہیں سے چھوڑ دیا جس کے منہ میں گھونٹ تھا اس نے کلی کر دی۔

مدینہ کی گلیوں میں نالیوں میں اس دن شراب گندے پانی کی طرح بہہ رہی تھی۔ اتنی بہائی گئی کہ ایک عرصہ تک جب بارش ہوتی تو شراب کی بو آنے لگتی اور زمین پر اس کا رنگ نکھر آتا تھا۔

ایک صحابی جو شراب کی تجارت کرتے اور ملک شام سے شراب لاتے تھے اتفاقاً ان دنوں اپنی ساری رقم جمع کر کے شام گئے ہوئے تھے، جب یہ تجارتی شراب لے کر واپس ہوئے تو مدینہ سے باہر ان کو شراب کی حرمت کے حکم کی خبر مل گئی۔ سارا مال ایک پہاڑی پر چھوڑا اور خود مدینہ آ کر حضور علیہ السلام کے دربار میں حاضر ہوئے اور پوچھا کہ اب مجھے کیا کرنا چاہئے آپ نے فرمایا''سب شراب بہادو'' فرمانبردار غلام نے بلا جھجک آقا کے حکم کی تعمیل کی اور ساری زندگی کی محنت و مشقت سے کمائی ہوئی دولت کو خود ہی بہایا نہ افسوس ہوا۔ نہ دل دکھا بلکہ اللہ اور اس کے رسول کے حکم کی تعمیل کر کے خوش ہوئے اور خدا کا شکر ادا کیا۔

یہ تھی ان جانثاروں کی اطاعت و فرمابرداری کی کیفیت جس کا مقابلہ باوجود کوشش کے آج تک کوئی قوم نہ کرسکی۔ صحابہ کرام کے اس ایثار ہی نے تو اسلام کو ایسا چمکایا کہ آج تک اس کی کرنیں موجود ہیں۔ لیکن دکھ ہمیں اپنے حال پر ہے ایک طرف تو عظمت اسلام کو اجاگر کرنے کیلئے صحابہ کی قربانیاں ہمارے سامنے ہیں دوسری طرف ہم ہیں کہ اسلام کو بدنام کرنے والی کوئی حرکت نہیں چھوڑتے آج مسلمانوں میں شراب کی عادت نے اسلام کو جتنا نقصان پہنچایا ہے دشمن اسلام کی سازشوں نے بھی کبھی نہ پہنچایا تھا۔

ام الخبائث: اسلام کا یہ مزاج ہے کہ وہ کسی چیز کو اس تھوڑے فائدے کی وجہ سے حلال و جائز قرار نہیں دیتا بلکہ اس کے زیادہ نقصان کے سبب اس کو حرام و ناجائز کرتا ہے نیز جو چیز حرام کی جاتی ہے اس میں کم و زیادہ کی شرط باقی نہیں رہتی بس جو حرام ہے سو حرام ہے نہ زیادہ استعمال کی اجازت ہے اور نہ کم۔ بلکہ اس سے کسی قسم کا فائدہ حاصل کرنے کی بھی اجازت نہیں زنا حرام ہے تو ایسا کہ کسی غیر عورت پر نظر ڈالنا بھی آنکھوں کا زنا قرار دیا گیا۔ سود حرام کیا گیا تو اس طرح کہ لینا دینا سودی کاروبار میں مدد تک کرنا سب حرام ہے۔ خنزیر حرام ہے تو اس طرح کہ کسی طرح بھی اس سے فائدہ حاصل کرنے کی اجازت نہیں۔

اسلام نے جن چیزوں کو حرام قرار دیا ان میں سب سے بدترین چیز شراب تھی۔ اسی لئے حضور علیہ السلام نے اس کو''ام الخبائث'' تمام برائیوں کی جڑ قرار دیا ہے اگر غور کیا جائے تو یہ حقیقت واضح ہے کیونکہ شراب پینے سے عقل متاثر ہوتی اور عقل ہی تو نیکی اور برائی میں فرق کا ذریعہ ہے، شرابی نشہ میں مست ہونے کے بعد صرف اپنی خواہش کی تکمیل کرنا چاہتا ہے اس نتیجے اور انجام کا کوئی احساس نہیں ہوتا اپنی ساری دولت گھر کا ساز و سامان تک شراب کی نذر کر دیتا ہے۔ خواہش نفس پوری کرنے کیلئے بیوی بیٹی بہن تک میں امتیاز نہیں کر

پاتا۔اللہ محفوظ رکھے کس قدر گھناؤنی زندگی ہو جاتی ہے اس ظالم کی لوٹ مار ڈکیتی، گھر محلہ اور شہروں کا امن وامان یہ شرابی ہی تباہ کرتے ہیں خود اس کا حال یہ ہوتا ہے جب نشہ میں مست ہوتا ہے تو محفلوں میں اسے دھکے دے کر نکال دیا جاتا ہے۔سڑک پر چلتا ہے تو ہر دیکھنے والا اس کو دیکھ کر ہنستا اس کا مذاق اڑاتا اور اس کو ذلیل وخوار جانتا ہے گھر میں جب داخل ہوتا ہے تو بیوی بچے سب ہی لعنت ملامت کرتے ہیں صحت کی یہ حالت ہو جاتی ہے کہ جب شراب پیتا ہے تو جسم میں خاصی قوت محسوس کرتا ہے کیونکہ شراب خون میں تیزی اور ہیجان پیدا کرتی ہے لیکن جونہی نشہ ختم ہو جاتا ہے تو جسم میں جان نہیں ہوتی آہستہ آہستہ طرح طرح کی بیماریوں میں مبتلا ہوتا ہے پیٹ بڑھ جاتا ہے چہرہ بگڑ جاتا ہے مزاج میں ایسا چڑ چڑا پن آجاتا ہے کہ کسی سوسائٹی میں بیٹھنے کے قابل نہیں رہتا اکثر ہارٹ فیل کی وجہ یہ شراب ہی ہوتی ہے جرمن کے ایک ڈاکٹر نے بہت اچھی بات لکھی کہ۔

''اگر آدھے شراب خانہ بند کر دیئے جائیں تو میں اس بات کی ضمانت دیتا ہوں کہ آدھے ہسپتال اور جیل خانے بند کرنا پڑیں گے۔''

حقیقت یہی ہے کہ جیل خانوں میں زیادہ مجرم شرابی ہی ہوتے ہیں اور ہسپتالوں میں زیادہ مریض شرابی ہی ہوتے ہیں۔آج بھی اس کا ثبوت یورپ وامریکہ کی جیلوں اور ہسپتالوں سے مل سکتا ہے۔

یورپ وامریکہ کی قوموں کے پاس کیا کچھ نہیں ہے انہیں مہذب ہونے کا بھی دعویٰ ہے اور دولت کی کمی بھی نہیں انہوں نے سائنس وٹیکنالوجی میں بھی کم ترقی نہیں کی چاند تک رسائی کا دعوی کیا لیکن شراب اور دیگر منشیات کی لعنت نے ان کا بھی چین وسکون تباہ کر رکھا ہے نہ کسی کی عزت وآبرو محفوظ ہے نہ

مال ودولت وہ شراب کی لعنت سے نجات حاصل کرنا چاہتے ہیں۔لیکن اب اس کا بہاؤ جس قدر تیز ہو چکا ہے اسمیں بہنے کے بعد اب نکلنا ناممکن ہے اپنی بہت کوششیں کر چکے اب سے تقریباً پچاس برس پہلے امریکہ نے شراب پر قانونی پابندی لگادی تھی۔اس قانون کو کامیاب بنانے کیلئے سینکڑوں اخبارات ورسائل لاکھوں کی تعداد شائع ہوتے تھے لوگوں میں شراب سے نفرت پیدا کرنے کیلئے نہ جانے کیا جتن کئے گئے لیکن نتیجہ برعکس رہا کہ پابندی کے دوران اور زیادہ شراب استعمال ہوئی بالآخر قانون ختم کر کے عام اجازت دینا پڑی۔

یہ حال اس لئے ہے کہ انسان سیاسی پابندیوں کو اس جذبہ سے قبول نہیں کرتا جس جذبے سے مذہبی حکم مانتا ہے دنیا کیلئے یہ ایک نظیر ہے کہ رسول مقبول صلی اللہ علیہ والہ وسلم کے صرف اعلان نے جو اثر کیا وہ دولت وقوت سے نہیں ہو سکا اور نہ ہو سکتا ہے۔

کاش آج بھی ہم یہ کہنے کے قابل ہوتے کہ دنیا میں صرف مسلمان ہیں جو شراب نوشی سے محفوظ ہیں۔لیکن آہ ہماری قوم نے خود ہی اپنے عزاز کو پامال کر ڈالا اکثر مسلم ممالک میں اب تک شراب پر پابندی نہیں اور جن ملکوں نے پابندی لگائی ہے وہاں بھی شرابیوں میں کمی نہ ہو سکی مسلم سربراہ اور قوم کے لیڈر تک اس لعنت سے محفوظ نہیں ہمیں غیر مسلموں کی حالت کا کوئی دکھ نہیں فکر اپنے مسلمان بھائیوں کی ہے۔حضور علیہ السلام کے ان ارشادات کو اتنا عام کیجئے کہ کوئی مسلمان کسی شراب خانے میں نظر نہ آئے میرے آقا صلی اللہ علیہ والہ وسلم نے فرمایا۔

عن ابن عمر رضی اللہ عنہ ان رسول اللہ صلی اللہ علیہ والہ وسلم قال ثلثہ قد حرم اللہ علیھم الجنۃ مدمن الخمر والعاق والدیوث الذی یقر فی اھلہ الخبث (رواہ النسائی)

''حضرت ابن عمر رضی اللہ عنہ سے روایت ہے نبی مکرم صلی اللہ علیہ والہ وسلم نے فرمایا ہے تین آدمی ہیں جن پر خدا نے جنت کو حرام کر دیا ہے ایک وہ شخص جس نے ہمیشہ شراب پی وہ شخص جس نے ماں باپ کی نافرمانی کی۔ تیسرا جو اپنے گھر والوں سے ناپاک کام کرائے''۔ (نسائی)

عن ابن عباس رضی اللہ عنہ قال قال رسول اللہ ﷺ مدمن الخمر ان مات لقی اللہ تعالیٰ کعابدوثن. (رواہ ابن ماجۃ)

''حضرت ابن عباس رضی اللہ عنہ سے روایت ہے رسول اللہ صلی اللہ علیہ والہ وسلم نے فرمایا۔ ہمیشہ شراب پینے والا جب مرے گا تو خداوند تعالیٰ سے اس طرح ملاقات کرے گا جس طرح بت کا پوجنے والا''۔ (ابن ماجہ)

عن عبداللہ بن عمر و عن النبی صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم قال لا ید خل الجنۃ عاق ولا قمار ولا منان ولا مدمن خمر

''حضرت عبداللہ بن عمر رضی اللہ تعالیٰ عنہما سے روایت ہے کہ حضور علیہ الصلوٰۃ والسلام نے فرمایا کہ والدین کی نافرمانی کرنے والا جوا کھیلنے والا احسان جتلانے والا اور شراب کا عادی جنت میں داخل نہ ہوگا۔''

عن ابی امامۃ قال قال النبی صلی اللہ علیہ والہ وسلم حلف ربی عزوجل بعزتی لایشرب عبد من عبید جدعۃمن خمر الا سقیۃ من الصدید مثلھا ولا یترکھا من مخافتیالا سقیتہ من حیاض القدس

حضرت ابوامامہ رضی اللہ تعالیٰ عنہ نے کہا کہ حضور علیہ الصلوٰۃ والسلام نے فرمایا ''کہ اللہ تعالیٰ فرماتا ہے قسم ہے میری عزت کی میرا جو بندہ شراب کا ایک گھونٹ بھی پیئے گا میں اس کو اس کے مثل پیپ پلاؤں گا اور جو بندہ میرے خوف سے شراب چھوڑ دے گا میں اس کو مقدس حوضوں میں سے (شراب طہور) پلاؤں گا۔'' (احمد، مشکوٰۃ)

ان احادیث مبارکہ سے آپ نے اندازہ کیا کہ شراب مسلمان کو اللہ و رسول کی نظروں میں کس قدر ذلیل و خوار کر دیتی ہے اور شرابی کیلئے جنت کے دروازوں کو کس طرح بند کر دیا جاتا ہے۔

بہر حال یہ اسلام ہی کی خوبی ہے کہ اس نے اپنے ماننے والوں کو ہر ایسی چیز سے محفوظ رکھنا چاہا جو دنیا و آخرت میں ان کی ذلت و خواری اور نقصان کا سبب ہو شراب کے متعلق اسلامی حکم کی خوبی کا اعتراف غیر مسلم بھی کرتے ہیں ایک جرمن قانون دان ''بنتام'' نے لکھا۔

''اسلامی شریعت کی بے شمار خوبیوں میں سے ایک خوبی یہ ہے کہ اس میں شراب حرام ہے ہم نے دیکھا کہ جب افریقہ کے لوگوں نے اسے استعمال کرنا شروع کیا تو ان کی نسلوں میں پاگل پن پیدا ہونے لگا اور وہ ایک غیر ذمہ دار قوم بن کر رہ گئے اور یورپ کے جن لوگوں کو اس کا چسکا لگ گیا ان کی عقلوں میں بھی کمی ہونے لگی لہذا افریقہ کے لوگوں کے لئے بھی اس کی بالکل ممانعت ہونی چاہئے اور یورپین لوگوں

کو بھی اس پر سخت سزائیں ملنی چاہئیں۔"

دیکھا آپ نے کیسی قدر ہے اسلامی شریعت کی غیر مسلم اس کو اپنانے کی آرزوئیں کریں اور ہم بدنصیب مسلمان اس سے فرار اختیار کریں، جس کے باعث ہم اپنے دشمنوں کے سامنے اتنے ذلیل وخوار ہو چکے کہ ان سے آنکھ ملا کر اسلام کی بات تک کرنے کے قابل نہ رہے۔ ہماری حکم عدولی بد کرداری، اور شراب نوشی ہی نے ہمیں اس مقام پر پہنچادیا کہ ہماری ہی زمین پر ہمارا قتل عام ہورہا ہے۔ ایران و عراق کی جنگ میں افغانستان کی جنگ میں مسلمانوں کا قتل عام دیکھئے، چند یہودیوں کا مسلم ممالک کے بیچ میں قبلہ اول پر قبضہ دیکھئے، ہندوستان میں مسلمانوں کے خون کی بہتی ندیاں دیکھئے۔ یہ قتل عام اس لئے نہیں کہ دشمن بہت طاقتور ہے مسلمان کے مقابلہ پر کوئی طاقتور نہیں ہوتا یہ سب اس لئے کہ ہم نے خود ہی اپنا حفاظت کرنیوالا حصار توڑ دیا۔ اللہ اور اس کے رسول کے باغی ہو گئے مسجدیں چھوڑ کر شراب خانوں کو آباد کرنے لگے تو یقیناً وہی ہونا چاہئے جو ہو رہا ہے۔

شرابی کی سزا: شرابی کی سزا سے متعلق حضور علیہ السلام کے چند ارشادات ملاحظہ ہوں۔

عن انس رضی اللہ عنہ ان النبی صلی اللہ علیہ والہ وسلم ضرب فی الخمر بالجرید والنعال وجلد ابو بکر اربعین (متفق علیہ)

"حضرت انس رضی اللہ عنہ کہتے ہیں نبی مکرم صلی اللہ علیہ والہ وسلم نے شراب پینے کی سزا میں کھجور کی ٹہنی اور جوتوں کے مارنے کا حکم دیا۔ اور ابو بکر رضی اللہ عنہ نے (اپنی خلافت میں) چالیس درے لگوائے۔" (بخاری و مسلم)

و فی روایۃ عنہ ان النبی صلی اللہ علیہ والہ وسلم کان یضرب فی الخمر بالنعال والجرید اربعین

"اور انس رضی اللہ عنہ کی ایک روایت میں یہ الفاظ ہیں کہ نبی مکرم صلی اللہ علیہ وسلم نے شراب پینے کی سزا میں چالیس ٹہنیاں کھجور کی یا چالیس جوتے لگوائے تھے۔

عن سائب بن یزید رضی اللہ عنہ قال کان یوتی بالشارب علی عھد رسول اللہ صلی اللہ علیہ والہ وسلم وامرۃ ابی بکر رضی اللہ عنہ وصدراً من خلافتہ عمر فنقدم علیہ بایدینا و نعالنا وار دیننا حتیٰ کان اخر امرۃ عمر و جلد اربعین حتیٰ اذا عتوا وفسقوا جلد ثمانین (رواہ البخاری)

"حضرت سائب بن سائب یزید رضی اللہ عنہ کہتے ہیں کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ والہ وسلم کے زمانہ میں حضرت ابوبکر رضی اللہ عنہ کی خلافت میں اور حضرت عمر رضی اللہ عنہ کی خلافت کے شروع میں جب کوئی شراب پینے والا پایا جاتا۔ تو ہم اس کو اپنے ہاتھوں اور جوتوں سے مارتے اور چادروں کے کوڑے بنا کر مارتے تھے۔ جب حضرت عمر رضی اللہ عنہ کی خلافت کا آخری دور ہوا تو چالیس کوڑوں کی سزا مقرر کی گئی۔ اور جب شراب پینے والوں کی تعداد بڑھ گئی۔ تو اسی کوڑے اس کی سزا مقرر ہوئی۔ (بخاری)

عن جابر عن النبی صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم قال ان من شرب الخمر فاجلد وہ فان عادفی الرابعۃ

فاقتلوه.

''حضرت جابر رضی اللہ تعالیٰ عنہ سے روایت ہے کہ حضور علیہ الصلوٰۃ والسلام نے فرمایا کہ جو شراب پئے اسے درے مارو اور جو شخص چوتھی مرتبہ شراب پئے اسے قتل کردو۔'' (ترمذی)

غور کیجئے کیسا ذلیل وخوار ہوتا ہے شراب پینے والا بدقسمتی سے آج دنیا میں کہیں اسلامی حکومت نہیں ورنہ شرابیوں کیلئے شریعت نے اسی کوڑوں کی سزا مقرر کی ہے۔ لیکن مسلمانوں کیلئے یہ ضروری ہے کہ وہ شراب پینے والوں کا بائیکاٹ کریں ان سے محبت وہمدردی کرنا یا ان کی عزت و احترام کرنا حرام ہے شرابی چاہے کتنا ہی دولت مند ہو یا کتنے ہی بڑے مرتبہ پر ہو ہرگز اس لائق نہیں کہ مسلمان اس کو احترام کی نظروں سے دیکھیں مجبوری کی حالت میں بھی اتنا ضروری ہے کہ مسلمان ایسے لوگوں سے دلی نفرت کریں۔

خلاصہ: بہرحال اسلام نے شراب کو حرام کیا اور ایسا حرام کیا کہ رجس ناپاک قرار دیا پس مسلمانوں کو کسی طرح بھی شراب سے تعلق رکھنے کی اجازت نہیں۔

حضرت انس رضی اللہ عنہ نے بیان کیا کہ حضور علیہ السلام نے شراب کے بارے میں دس آدمیوں پر لعنت فرمائی، نچوڑنے والا، بنانے والا، پینے والا، پلانے والا، لاکرلانے والا، جس کیلئے لائی جائے، بیچنے والا، خریدنے والا، اس کا تحفہ دینے والا اس کی آمدنی کھانے والا۔

گویا واضح ہوگیا کہ کسی طرح بھی شراب سے فائدہ حاصل کرنا جائز نہیں، اسے دوا کے طور پر بھی استعمال نہیں کیا جاسکتا۔ کہ حضور علیہ السلام نے فرمایا۔

عن وائل بن الحضرمی ان طارق ابن سوید سال النبی صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم عن الخمر فنہاہ فقال انما اصنعہا للدواء فقال انہ لیس بدواء ولکنہ داء.

''حضرت وائل حضرمی رضی اللہ تعالیٰ عنہ سے روایت ہے کہ طارق بن سوید نے حضور علیہ الصلوٰۃ والسلام سے شراب کشید کرنے کی بابت دریافت کیا تو حضور نے منع فرمایا۔ انہوں نے عرض کیا ہم تو اسے صرف دوا کیلئے بناتے ہیں۔ حضور نے فرمایا وہ دوا نہیں ہے بلکہ خود بیماری ہے۔'' (مسلم شریف)

شراب پینے والے اس کا کاروبار کرنے والے دل سے توبہ کریں اور اس سے نفرت کرنے لگیں تو اللہ تعالیٰ یقیناً ان کا مددگار ومعاون ہوگا۔ مسلمان جب حرام رزق سے توبہ کرلیتا ہے تو رزاق حقیقی اللہ رب العزت جل جلالہ وعم نوالہ اس کے لئے رزق حلال کے دروازے کھول دیتا ہے اور اس پر ہر طرح فضل وکرم فرماتا ہے اللہ تعالیٰ عمل کی توفیق دے۔

آمین! بجاہ رحمۃ للعالیمن وصلی اللہ تعالیٰ علی

خیر خلقہ سید نا محمد وعلیٰ الہ واصحابہ اجمعین

مسائل دینیہ

﴿محقق دوراں جناب مفتی علامہ محمد نصر اللہ نقشبندی قادری آسوی﴾

بسم اللہ الرحمٰن الرحیم

﴿بیعت کی شرعی حیثیت﴾

س: میرا ایک دوست ہے جو کہتا ہے کہ اللہ کی عطاء اور رسول کی عطاء کے بعد کسی پیر کی ضرورت ہی نہیں ہے۔ لہذا تم لوگوں نے ڈونگ رچایا ہوا ہے پیری مریدی کا اگر قرآن وحدیث سے دکھا دو تو میں ماننے کے لئے تیار ہوں۔ حافظ صاحب آپ کی تحریر میں تاثیر ہے مدلل جواب عطا فرما دیں شکریہ۔ (راشد آسوی شاہدرہ لاہور)

ج: الحمدللہ یہ بڑی خوش قسمتی ہے کہ آپ کا دوست رسول اللہ کی عطاء کو مانتا ہے یعنی وہ بدعقیدہ نہیں ہے اسے صرف پیری مریدی کے متعلق کچھ غلط فہمی ہے امید ہے کہ حق واضح ہونے کے بعد اس کے شکوک وشبہات دور ہو جائیں اس کی خوش نصیبی یہ ہے کہ وہ آپ کا دوست ہے اور جو اللہ والوں کا دوست اور ان کی مجلس اختیار کرنے والا ہو وہ بھی محروم نہیں رہتا جیسا کہ حدیث پاک میں آتا ہے ایک گنہگار آدمی اللہ والوں کے پاس بیٹھ گیا تو اللہ نے اسے بھی بخش دیا تو فرشتے عرض کرتے ہیں یارب ان میں فلاں بندہ بڑا گنہگار تھا وہ ان پر گذرتے ہوئے ان کے ساتھ بیٹھ گیا رب فرماتا میں نے اسے بھی بخش دیا وہ ایسی قوم ہے جن کا ہم نشیں بھی محروم نہیں رہتا۔ (مسلم حدیث 2689 مشکوۃ کتاب الدعوات باب ذکر اللہ حدیث 2267) لہذا آپ کا دوست بھی فیض سے محروم نہیں رہ سکتا کیونکہ آپ کی نسبت بھی ایک ولی اللہ کے ساتھ ہے۔ اس کا یہ کہنا کہ پیری مریدی کی ضرورت نہیں نبی کریم ہی میرے پیر ہیں یہ بات درست نہیں یہ ایسے ہی ہے کہ کوئی کہے مجھے کسی استاذ کی ضرورت نہیں نبی پاک ہی میرے استاذ ہیں کیونکہ اللہ تعالیٰ فرماتا ہے وہ تمہیں کتاب وحکمت سکھاتے ہیں۔ سورہ بقرہ آیت 151 آپ ﷺ نے فرمایا ہے ,,اِنَّمَا بُعِثْتُ مُعَلِّمًا مجھے معلم بنا کر بھیجا گیا ہے،، دارمی 349 مشکوۃ کتاب العلم 257 جب نبی کریم ﷺ استاذ اور معلم ہیں تو پھر استاذ کی کیا ضرورت؟ اگر آپ کے معلم ہونے کے باوجود معلم ہو سکتے ہیں تو پیر بھی ہو سکتے ہیں۔ یا کوئی کوئی کہے میں نلکے یا ٹیوب ویل سے پانی پینے کا قائل نہیں میں ڈائریکٹ سمندر سے پانی پیوں گا تو کوئی اسے عقل مند نہیں کہے گا کیونکہ نلکا ہو، ٹیوب ویل ہو یا کنواں، نہر ہو یا دریا سب میں سمندر ہی کا پانی آ رہا ہے نلکے کے پانی کا انکار سمندر کا انکار ہے۔ اسی طرح اولیاء کرام کی عطاء کا انکار رسول اللہ کی عطا کا انکار ہے اور رسول اللہ ﷺ کی عطا کا انکار اللہ کی عطا کا انکار ہے۔ یہ نقشبندی، قادری چشتی وغیرہ تو اسی مدنی سمندر کے نلکے ہیں کوئی علیحدہ چیز نہیں یا کوئی کہے کہ میں ٹیوب یا بلب کی روشنی کو نہیں مانتا میں تو ڈائریکٹ پاور ہاؤس سے روشنی حاصل کروں گا تو اسے عقل مند کوئی نہیں سکتا کیونکہ ساری سپلائی اور روشنی ہی پاور ہاؤس کی ہے پاور ہاؤس میں تو ڈائریکٹ روشنی دینے کی صلاحیت ہے لیکن بلب میں ڈائریکٹ روشنی لینے طاقت نہیں سب کچھ جل کر راکھ ہو جائے اس لئے درمیان میں ٹرانسفر کی ضرورت پڑتی ہے بلا تشبیہ مثال کیونکہ مثال صرف سمجھانے کے لئے ہوتی ہے نبی کریم ﷺ ڈائریکٹ فیض دینے پر قادر ہیں لیکن ہم میں لینے کی صلاحیت نہیں اس لئے

بشریت کے پردے ڈال دیئے گئے ورنہ خلفاءراشدین بھی فیض حاصل نہ کرسکتے اوراولیاء کے لئے خلفاءراشدین بمنزلہ ٹرانسفر کے ہیں اور پھر اولیاء کے فیض سے ہم مستفید ہورہے ہیں۔اک جھلک دیکھنے کی تاب نہیں عالم کو گر وہ جلوہ کریں تو کون تماشائی ہو۔تو نتیجہ یہ نکلا اولیاء کرام کی بیعت نبی کی بیعت ہےاوران کی رہنمائی نبی کی رہنمائی ان کافیض نبی کا فیض ہے کیونکہ علماء کرام انبیاء کرام کے وارث ہیں۔(ترمذی 2682 ابوداود 3641 مشکوۃ 212 کتاب العلم)اور ہر ولی عالم ہوتا ہے لیکن ہر عالم ولی نہیں ہوتا۔

اللہ تعالیٰ فرماتا ہے۔تو جسے اللہ راہ دے تو وہی راہ پر ہے **وَمَنْ يُضْلِلْ فَلَنْ تَجِدَ لَهُ وَلِيًّا مُرْشِدًا** اور جسے گمراہ کرے تو ہر گز اس کا کوئی حمایتی اور مرشد نہ پاؤ گے۔سورہ الکھف آیت ۱۷)اس آیت کے تحت مفتی احمد یار خاں صاحب لکھتے ہیں: کہ گمراہ کا نہ کوئی مددگار ہے اور نہ کوئی مرشد رہبر اور مومن کے دونوں ہیں، آج جتنے بے پیرے بے نورے ہیں سب گمراہ و بے دین ہیں۔(تفسیر نورالعرفان۔ص ۴۷۰)

اللہ تعالیٰ نے ہمیں قرآن میں یہ دعا تعلیم کی ہے یوں کہو اے اللہ ہمیں سیدھا راستہ چلا ☆ راستہ ان کا جن پر تو نے احسان کیا۔(الفاتحہ) اس آیت کے تحت مفتی احمد یار خاں صاحب لکھتے ہیں۔کہ سیدھے راستہ کی پہچان یہ ہے کہ کہ اس پر اولیاء اللہ اور صالحین ہوں کیونکہ وہی رب کے انعام والے بندے ہیں اور انعام یافتہ گروہ کون ہے۔اللہ تعالیٰ فرماتا ہے جن پر اللہ نے انعام کیا وہ انبیاء ہیں اور صدیقین،شہداء اور صالحین ہیں۔(سورہ النساء آیت ۶۹)۔(تفسیر نورالعرفان۔)اب دیکھنا یہ ہے کہ اولیاء کرام کا طریقہ کیا تھا کیا کسی ایک بھی ولی سے یہ ثابت کیا جاسکتا ہے کہ اس نے کہا ہو،،اللہ کی عطاء اور رسول کی عطاء کے بعد کسی پیر کی ضرورت ہی نہیں ہے۔لہٰذا تم لوگوں نے ڈھونگ رچایا ہوا ہے پیری مریدی کا،، بلکہ وہ تو خود کسی کی بیعت کرتے تھے اور دوسروں سے بیعت لیتے تھے تو جو ان کے طریقہ پر نہ ہو بلکہ اسے فراڈ قرار دے تو اس نے اولیاء کرام سے دشمنی رکھی اور ان کے دشمن کے لئے اللہ کا اعلان جنگ ہے (بخاری شریف 6502 مشکوۃ کتاب الدعوات باب ذکر اللہ 2266)اگر کوئی بیعت نہیں کرنا چاہتا تو نہ کرے اس کی مرضی لیکن اس کو فراڈ قرار دینا اولیاء اللہ کی گستاخی اور جہنم کا راستہ ہے کیونکہ سبیل المومنین (مومنوں کا راستہ) یہی ہے۔تمام اولیاء کرام بیعت کرتے اور کراتے رہے۔اللہ تعالیٰ فرماتا ہے،،اور جو رسول کا خلاف کرے بعد اس کے کہ حق کا راستہ اس پر کھل چکا تھا اور مسلمانوں کی راہ سے جدا راہ چلے ہم اسے اس کے حال پر چھوڑ دیں گے اسے دوزخ میں داخل کر دیں گے۔،،(سورۃ النساء آیت ۱۱۵) اور بیعت کرنا کرانا مسلمانوں کا طریقہ ہے اس کو ناجائز یا فراڈ نہیں کہہ سکتے۔

پہلی آیت: اللہ تعالیٰ فرماتا ہے اے ایمان والو اللہ سے ڈرو اور اس کی طرف وسیلہ تلاش کرو۔(سورۃ المائدہ آیت ۳۵)

تمام مکاتب فکر کی غیر متنازعہ شخصیت شاہ ولی اللہ محدث دہلوی فرماتے ہیں: اس آیت میں وسیلہ سے مراد بیعت مرشد ہے۔(قول جمیل) تمام وہابی اور دیوبندیوں کے متفقہ امام اسماعیل دھلوی لکھتے ہیں. اہل سلوک اس آیت کو راہ حقیقت کے سلوک کی طرف اشارہ گردانتے ہیں اور مرشد کو وسیلہ سمجھتے ہیں۔اس بناء پر حقیقی کامیابی اور مجاہدہ سے پہلے مرشد تلاش کرنا ضروری ہے،اور اللہ تعالیٰ نے سالکان حقیقت کے لئے یہی قاعدہ مقرر کیا ہے،اس لئے مرشد کی رہنمائی کے بغیر اس راہ کا ملنا شاذ و نادر ہے۔(صراط مستقیم فارسی ص ۵۰) آپ کے دوست کے بقول حقیقی کامیابی سے پہلے پیری مریدی کا ڈھونگ رچانا ضروری ہے۔(العیاذ باللہ) اگر یہ ڈھونگ ہوتا تو اللہ اس کا حکم کبھی نہ دیتا۔اور اولیاء کرام یہ کام کبھی نہ کرتے کیا حضور غوث اعظم،

حضور داتا گنج بخش خواجہ معین الدین چشتی اجمیری امام ربانی مجدد الف ثانی کے کام کو ڈھونگ رچانا قرار دیا جائے گا جب کہ اللہ فرمار ہا ہے کہ ان کے راستہ پر چلو یہی صراط مستقیم ہے یہ اولیاء سے عداوت نہیں تو اور کیا ہے۔ علامہ اقبال سلسلہ قادریہ میں بیعت تھے اور روحانی پیر مولانا جلال الدین رومی کو قرار دیتے تھے۔ آپ نے فرمایا: پیر ما پیر رومی روشن ضمیر قافلہ عشق و مستی را امیر۔ میرا پیر جلال الدین رومی ہیں جو کہ روشن ضمیر ہیں اور عشق و مستی کے قافلہ کے امیر ہیں۔ کیا علامہ اقبال نے بھی ڈھونگ رچایا تھا اور جلال الدین نے بھی ڈھونگ رچایا تھا جو شمس الدین تبریزی کے مرید تھے فرماتے ہیں۔ مولوی ہرگز نہ شد مولائے روم تا غلام شمس تبریزی نہ شد۔ مولوی اس وقت مولوی نہیں ہوسکتا جب تک وہ شمس الدین تبریزی (یعنی اولیاء کرام) کا غلام نہ بن جائے۔

دوسری آیت: اللہ تعالی فرماتا ہے۔ بیشک وہ جو تمہاری بیعت کرتے ہیں وہ تو اللہ ہی سے بیعت کرتے ہیں ان کے ہاتھوں پر اللہ کا ہاتھ ہے۔ (سورہ الفتح آیت ۱۰)

اس آیت کے تحت مفتی احمد یار خاں صاحب لکھتے ہیں: بزرگوں کے ہاتھ پر بیعت کرنا سنت صحابہ ہے، خواہ وہ بیعت اسلام ہو یا بیعت تقوی یا بیعت توبہ وغیرہ۔ (تفسیر نور العرفان)

بیعت تقوی سنت ہے

حدیث ۱: حضرت عوف بن مالک رضی اللہ عنہ بیان کرتے ہیں کہ ہم رسول اللہ ﷺ کے پاس سات، آٹھ یا نو آدمی تھے تو آپ ﷺ نے فرمایا: **الا تبایعون رسول اللہ** کیا تم رسول اللہ کی بیعت نہیں کرو گے۔ ہم نے انہی دنوں بیعت کی تھی، ہم نے عرض کی یا رسول اللہ ہم تو آپ سے بیعت کر چکے ہیں آپ ﷺ نے پھر فرمایا **الا تبایعون رسول اللہ** کیا تم رسول اللہ کی بیعت نہیں کرو گے۔ ہم نے ہاتھ بڑھا دیئے اور عرض کی یا رسول اللہ ہم تو آپ سے بیعت کر چکے ہیں، اب کس چیز کی بیعت کریں آپ ﷺ نے فرمایا اس بات کی کہ تم اللہ کی عبادت کرو گے اور اس کا کسی کو شریک نہیں بناؤ گے اور پانچ نمازیں پڑھو گے اور اللہ کی اطاعت کرو گے اور ایک بات آہستہ فرمائی کہ لوگوں سے کسی چیز کا سوال نہیں کرو گے۔ مسلم حدیث 1043 کتاب الزکاۃ یہ بیعت تقوی تھی ورنہ اسلام کی بیعت تو اس سے پہلے ہو چکی تھی۔

حدیث ۲: حضرت عبادہ بن صامت رضی اللہ عنہ بیان کرتے ہیں کہ رسول اللہ ﷺ نے فرمایا: تم لوگ میری اس بات پر بیعت کرو کہ تم اللہ کا کسی کو شریک نہیں بناؤ گیا ور زنا نہیں کرو گے چوری نہیں کرو گے جس کا قتل اللہ نے حرام کر دیا ہے اس کو ناحق قتل نہیں کرو گے اور جس نے ان میں سے کسی حرام کام کو اور اللہ نے اس پر پردہ رکھا تو اس کا معاملہ اللہ کی سپرد ہے اگر وہ چاہے تو وہ اس کو معاف کردے اور اگر چاہے تو عذاب دے۔ (مسلم حدیث 1709 کتاب الحدود)

حدیث ۳: حضرت عبداللہ بن عمر رضی اللہ عنہما بیان کرتے ہیں کہ رسول اللہ ﷺ نے فرمایا: جو اس طرح مرا کہ اس کے گلے میں کسی کی بیعت نہیں تو وہ جاہلیت کی موت مرا۔ (مسلم 1851 مشکوۃ کتاب الامارہ حدیث 3674) مفتی احمد یار خاں صاحب اس کے تحت لکھتے ہیں: بیعت سے اگر خلیفہ و سلطان کی بیعت مراد ہے تو مطلب یہ ہوگا کہ جب خلیفہ رسول یا سلطان اسلام موجود ہو تو اگر یہ اس کی بیعت خلافت نہ کرے تو یہ جاہلیت کی

موت مرا اور اگر بیعت سے عام بیعت مراد ہے ہو خواہ بیعت خلافت ہو یا بیعت ارادت تو حدیث مطلق ہے کہ جو بغیر مرشد پکڑے مرجائے تو اس کی موت کفار کی سی ہے۔ (مراۃ ج ۵ ص ۳۶۴)

اسلام میں بیعت کا اطلاق دو چیزوں پر کیا جاتا ہے ایک بیعت علی الامارۃ ہے یعنی خلیفۃ المسلمین یا امیر کی بیعت، دوسری بیعت استرشاد ہے یعنی کسی مرد صالح یا مرشد کی بیعت کرنا۔

کیا ہر شخص پر بیعت ہونا فرض یا ضروری ہے:

س سلام حافظ صاحب کیا ہر شخص پر بیعت ہونا فرض یا ضروری ہے اور مرشد کامل کی شرائط بھی بیان کر دیں؟ (صنم اختر طحانہ ضلع نارووال)

ج شیخ شہاب الدین سہروردی نے عوارف المعارف میں لکھا ہے،،میں نے بہت سے مشائخ سے سنا ہے کہ جس نے کسی فلاح پانے والے کی زیارت نہیں کی وہ فلاح نہیں پائے گا،، نیز لکھا ہے کہ سیدنا بایزید بسطامی نے فرمایا: جس کا کوئی پیر نہیں اس کا پیر شیطان ہے۔ان عبارات سے بظاہر یہ معلوم ہوتا ہے کہ ہر مسلمان کے لئے کسی پیر کی بیعت کرنا نہایت ضروری ہے۔امام احمد رضا قادری اس کی وضاحت میں فرماتے ہیں: فلاح دو قسم کی ہے فلاح ظاہر اور فلاح باطن۔

فلاح ظاہر یہ ہے کہ قلب اور بدن دونوں پر جس قدر احکام الٰہیہ ہیں سب کو بجالائے نہ کسی گناہ کبیرہ کا ارتکاب کرے نہ کسی گناہ صغیرہ پر اصرار کرے، اسی طرح قلب میں کسی سے کینہ اور بغض نہ رکھے، بدگمانی نہ کرے، بخل نہ کرے، غفلت اور سنگدلی نہ کرے اس کو فلاح ظاہر اس لئے کہتے ہیں کہ اس میں جو کچھ کرنا یا کرنا ہے اس کے احکام شریعت میں ظاہر اور واضح ہو چکے ہیں۔ (فرض کا ترک اور حرام کا ارتکاب گناہ کبیرہ ہے اور واجب کا ترک اور مکروہ تحریمی کا ارتکاب گناہ صغیرہ ہے نیز کسی گناہ کو معمولی سمجھ کر بے خوفی سے کرنا بھی گناہ کبیرہ ہے۔ جس گناہ کی دنیا میں کوئی سزا ہو یا اس پر آخرت میں وعید شدید ہو یا اس گناہ پر لعنت یا غضب ہو وہ گناہ کبیرہ ہے اور اس کے ماسوا گناہ صغیرہ ہے۔ (تفسیر تبیان القرآن ج ۲ ص 647) نیز گناہ صغیرہ پر اصرار کرنے سے وہ کبیرہ بن جاتا ہے اور توبہ استغفار کرنے سے گناہ کبیرہ بھی معاف ہو جاتا ہے۔)

امام احمد رضا قادری فرماتے ہیں: فلاح باطن یہ ہے کہ قلب اور بدن برے کاموں سے خالی ہو اور نیک کاموں سے مزین ہو اس کے بعد دل کو شرک خفی (ریاکاری دکھاوے) سے پاک کیا جائے حتی کہ لا مقصودَ الا اللہ، لا مشہودَ الا اللہ اور پھر لا موجودَ الا اللہ سے متصف ہو جائے یعنی اولاً دل ارادہ غیر سے خالی ہو پھر نظر غیر پر نہ ہو پھر حق حقیقت جلوہ فرمائے کہ وجود اسی کے لئے باقی ہے باقی سب ظل اور سایہ ہے، بہر حال فلاح کے لئے مرشد ضروری ہے خواہ فلاح ظاہر ہو یا فلاح باطن! (یاد رہے کہ،، مُرْشِدْ،، شین کے زیر کے ساتھ پڑھنا ہے لوگ اور اکثر نعت خوان مُرْشَدْ پڑھتے ہیں جو غلط ہے جس کا مطلب ہے مرید میرا مُرْشَد یعنی میرا مرید)

مُرْشِدْ کی قسمیں:

امام احمد رضا قادری فرماتے ہیں: مُرْشِدْ کی بھی دو قسمیں ہیں ایک مُرْشِدْ عام اور ایک مُرْشِدْ خاص۔ مرشد عام کلام اللہ، کلام رسول، کلام ائمہ شریعت وطریقت اور کلام علمائے دین ہے۔ عوام کا رہنما کلام علماء، علماء کا رہنما، کلام ائمہ شریعت وطریقت ائمہ کا مرشد کلام رسول اور رسول اللہ کا

ہادی کلام اللہ۔ فلاح ظاہر ہو یا باطن وہ اس مرشد عام کے بغیر حاصل نہیں ہو سکتی اور جو اس مرشد عام کو نہ مانے وہ کافر یا گمراہ ہے اور اس کی عبادت ضائع و مردود ہے۔

مُرْشِدْ خاص یہ ہے کہ مسلمان کسی عالم سنی صحیح العقیدہ صحیح الاعمال جامع شرائط بیعت کے ہاتھ میں ہاتھ دے دے۔ (فتاوی افریقیہ ص148-138)

خلاصہ یہ ہے کہ جو شخص قرآن وسنت، ائمہ مجتہدین اور علمائے کرام کے فتاوی کو مانتا ہو اور ان کے احکام کے مطابق عمل کرتا ہو وہ بے مرشد نہیں اور اس کے لئے کسی خاص شخص کے ہاتھ پر بیعت کرنا فرض یا ضروری نہیں ہے البتہ کسی مرد صالح کے ہاتھ پر بیعت کر کے تائب ہونا اور کسی سلسلہ طریقت میں منسلک ہو جانا مستحسن ہے اور دنیا اور آخرت کی بہت سی سعادتوں کے حصول کا سبب ہے۔

شیخ طریقت کی شرائط: مُـرْشِدْ کے لئے چار شرائط ہیں: جس میں یہ چار شرائط نہ ہوں اس کی بیعت کرنا جائز نہیں آج کل لوگ جاہل اور بدعقیدہ لوگوں کی بیعت کر کے اپنا عقیدہ و ایمان خراب کر رہے ہیں ایسے لوگوں کی بیعت منعقد ہی نہیں ہوتی۔ اور بیعت کرتے وقت علماء سے مشورہ کرنا بہت ضروری ہے اسی طرح کسی سے رشتہ کرتے وقت یا رشتہ توڑتے وقت یعنی طلاق دینے سے پہلے علماء سے مشورہ کریں تو زندگی اور ایمان برباد ہونے سے بچ جائیں گے۔

(۱) شرط اول: مسلمان ہو اور اس کا عقیدہ صحیح ہو یعنی اہل سنت و جماعت ہو۔ (۲) عالم ہو جاہل پیر نہیں ہو سکتا۔ عقائد کے دلائل اور تمام احکام شرعیہ کا عالم ہو حتی کہ ہر پیش آمدہ مسئلہ کا حل بیان کر سکتا ہو بغیر کسی کی امداد کے۔ (۳) علم کے مطابق عمل کرتا ہو، فرائض واجبات اور سنن اور مستحبات پر دائمی عمل کرتا ہو اور تمام محرمات اور مکروہات سے بچتا ہو۔ (آج کل بے نمازی اور داڑھی منڈانے والے ڈھول بجانے والے پیری مریدی کر رہے ہیں۔ اور عورتوں سے مصافحہ کرتے اور ان کے سر پر ہاتھ پھیرتے ہیں ان سے اپنا ایمان بچاؤ ان کو ذلیل کر کے گاؤں سے نکالنا ضروری ہے۔)

(۴) رسول اللہ ﷺ تک اس کا سلسلہ متصل ہو یعنی اس کے مشائخ کا سلسلہ رسول اللہ ﷺ تک پہنچتا ہو۔ یہ چار شرطیں ضروری ہیں ان کے علاوہ اگر اس کو سند خلافت حاصل ہو اور بیعت کرنے کی اجازت ہو تو بہتر ہے۔ یہ شرائط امام احمد رضا قادری نے فتاوی افریقیہ 147-146 اور الملفوظ میں بیان کی ہیں۔)

بیعت کی قسمیں: ارباب سلوک نے بیان کیا ہے کہ بیعت کی دو قسمیں ہیں: بیعت ارادت اور بیعت برکت۔ بیعت برکت یہ ہے کہ برکت حاصل کرنے کے لئے کسی سلسلہ میں بیعت کر لی جائے، آج کل عام طور پر یہی بیعت کی جاتی ہے، اس بیعت کے لئے بھی ضروری ہے کہ ایسے شخص سے بیعت کی جائے جو مذکور الصدر چار شرائط کے ساتھ متصف ہو یہ بیعت بھی دنیا اور آخرت میں نہایت مفید ہے حدیث شریف میں ہے کہ ان کے پاس بیٹھنے والا بھی محروم نہیں رہتا (مسلم) وہ اپنا نام لینے والوں کو اپنا بنا لیتے ہیں اور اس پر نظر رحمت رکھتے ہیں۔ سیدی ابوالحسن نور الدین ،،بہجۃ الاسرار،، میں لکھتے ہیں: حضور غوث پاک سے عرض کیا گیا کہ جس شخص نے آپ سے بیعت نہ کی ہو، مگر وہ آپ کا نام لیوا ہو کیا اس کا حضور کے مریدین میں شمار ہو گا؟ فرمایا: ،،جو شخص اپنی نسبت مری طرف کرے اور پنا نام میرے غلاموں کے دفتر میں شامل کرے، اللہ تعالی اس کو قبول کرلے گا اور اگر وہ کسی ناپسندیدہ راستہ پر ہوا تو اس کو توبہ کی توفیق دے گا اور وہ میرے مریدوں میں شامل ہے اور بے شک میرے رب نے مجھ سے یہ وعدہ کیا ہے کہ میرے

مریدوں اور میرے ہم مذہبوں اور میرے چاہنے والوں کو جنت میں داخل فرمائے گا۔،،اور حدیث شریف میں آتا ہے کہ ایک آدمی نے سو آدمیوں کو قتل کیا اور پھر اللہ والوں کی تلاش میں نکلا اور راستہ میں اس کو موت آ گئی تو اللہ تعالی نے اس کو بخش دیا(بخاری 3471 مسلم 2766 مشکوۃ کتاب الدعوات 2327)اور صرف اللہ کے نیک بندوں کے پاس جا کر عبادت کرنے کا ارادہ تھا اور ان نیک بندوں کی برکت تھی کہ ابھی وہاں گیا نہیں ،ان کے ہاتھ پر بیعت نہیں کی ،توبہ نہیں کی ،صرف ان کے پاس جانے کی نیت کی وجہ سے بخشا گیا۔معلوم ہوا اللہ والوں سے پیار رکھنا چاہئے چاہے وہ دور ہی کیوں نہ ہوں اور ان سے ملاقات کی تمنا رکھنا بھی باعث برکت اور ثواب ہے۔رسول اللہ ﷺ نے فرمایا: دو آدمی اللہ کے لئے آپس میں محبت رکھتے ہیں ان میں سے ایک مشرق میں دوسرا مغرب میں ،ہو تو اللہ قیامت کے دن ان کو جمع فرمادے گا اور فرمائے گا یہ ہے وہ جس سے تو میری وجہ سے محبت کرتا تھا۔(مشکوۃ کتاب الادب باالحب فی اللہ حدیث 5024)

بیعت ارادت: بیعت ارادت یہ ہے کہ مرید اپنے ارادہ اور اختیار سے یکسر باہر ہو کر اپنے آپ کو شیخ کامل ہادی برحق اور واصل بحق کے ہاتھ میں بالکلیہ سپرد کردے اور راہ سلوک میں اس کو مطلقاً اپنا حاکم مالک اور متصرف سمجھے ،راہ سلوک میں کوئی قدم اس کی مرضی کے بغیر نہ رکھے ،اس کی کسی بات پر دل میں اعتراض نہ کرے (خیال رہے کہ یہ شیخ کامل کے لئے ہے جو متبع شریعت ہو ،وہ پیشہ ور پیر جو خلاف شرع کام کرتے ہوں ،اس حکم میں داخل نہیں)راہ سلوک میں ہر مشکل اور دشواری اس پر پیش کرے اور اس کے ساتھ اس طرح رہے جیسے مردہ بدست زندہ ہوتا ہے ،یہ بیعت سالکین ہے اور مشائخ مرشدین کا یہی مقصود ہے یہی بیعت اللہ عزوجل تک پہنچاتی ہے رسول اللہ ﷺ نے حضرات صحابہ کرام سے یہی بیعت لی ہے۔جو شخص پیر ہونے کا دعوی کرے اور حرام کام کرے یا فرائض کو ترک کرے اس سے بیعت توڑ دینی واجب ہے۔سیدی عبدالوہاب شعرانی الیواقیت والجواہر میں لکھتے ہیں: کسی نے سید الطائفہ حضرت جنید بغدادی سے پوچھا کچھ لوگ کہتے ہیں کہ شریعت کے احکام تو وصول کا ذریعہ تھے اور ہم واصل ہو چکے ہیں یعنی اب ہم پر شریعت کی اتباع لازم نہیں حضرت جنید بغدادی نے فرمایا: انہوں نے سچ کہا وہ واصل تو ضرور ہوئے مگر جہنم میں واصل ہوئے ہیں ،چور اور زانی ایسے عقیدہ والوں سے بہتر ہیں۔(فتاوی افریقیہ ص160-150 شرح مسلم جلد ۴ ص 872-869)

نذر اور وعدہ پورا نہ کرنے والوں اور بے عمل واعظین پر وعید: ایک صاحب نے فون پر بات کی کہ اس آیت کی تفسیر بیان کر دینا میں نے کہا میسج کر دینا اور اپنا نام بھی بتا دینا لیکن شاید وہ بھول گئے بہر حال تفسیر یہ ہے

اللہ تعالی نے فرمایا: اے ایمان والو! تم ایسی بات کیوں کہتے ہو جن پر تم خود عمل نہیں کرتے۔(سورہ الصف آیت ۲)

شان نزول حضرت عبداللہ بن سلام کہتے ہیں کہ ہم رسول اللہ ﷺ کے اصحاب بیٹھے ہوئے مذاکرہ کر رہے تھے ،ہم نے کہا: کاش ہمیں معلوم ہو جاتا کہ اللہ تعالی کے نزدیک کونسا عمل بہت پسندیدہ ہے تو ہم اس پر عمل کرتے تو اس سورت کی دو آیات نازل ہوئیں۔(ترمذی رقم الحدیث ۳۳۰۹)امام رازی نے کہا یہ آیت منافقین کے بارے میں ہوئی ہے جو پہلے جہاد اور قتال کی تمنا کرتے تھے۔جب اللہ نے قتال کا حکم دیا تو انہوں نے کہا اے ہمارے رب تو نے ہم پر قتال کیوں فرض کر دیا۔

اللہ پر سخت غضب ناک ہوتا ہے کہ تم ایسی بات کہو جس پر تم خود عمل نہیں کرتے (سورہ الصف آیت ۲)

اس آیت میں بہت سی صورتیں داخل ہیں لوگوں کو اچھی باتیں بتائے اور خود عمل نہ کرے یعنی بے عمل واعظ نبی کریم ﷺ نے معراج کی رات دیکھا کہ کچھ لوگوں کے ہونٹ آگ کی قینچیوں سے کاٹے جا رہے تھے جب ان کو کاٹا جاتا تو وہ پھر جڑ جاتے اور پھر ان کاٹا جاتا تو جبریل نے عرض کی یا رسول اللہ! یہ آپ کی امت کے واعظین ہیں جو لوگوں سے کہتے تھے اور خود عمل نہیں کرتے تھے۔مشکوۃ کسی سے وعدہ کرے اور وہ پورا نہ کرے یعنی وعدہ خلافی وعدہ کرتے وقت ہی خیال کرے کہ یہ کام کروں گا ہی نہیں صرف زبانی وعدہ کئے دیتا ہوں یعنی دھوکہ باز ان تمام باتوں سے یہاں روکا گیا ہے۔بخاری میں منافق کی تین نشانیاں ہیں جب بات کرے جھوٹ بولے وعدہ کرے تو وعدہ خلافی کرے اور جب امانت اس کے سپرد کی جائے تو اس میں خیانت کرے۔یہ تینوں باتیں ہمارے حکمرانوں بلکہ اکثر لوگوں میں پائی جاتی ہیں وہ وہ اعتقاداً اگرچہ منافق نہیں لیکن عملاً منافق ضرور ہیں۔ اس سے معلوم ہوا کہ جائز وعدہ پورا کرنا ضروری ہے خواہ رب سے کیا ہو یا شیخ سے یا کسی بندے سے یا بیوی سے۔ناجائز وعدے ہرگز پورے نہ کرے اگر اس پر قسم بھی کھائی ہو تو توڑ دے اور قسم کا کفارہ ادا کرے۔جس کا بیان ساتویں پارے کے دوسرے رکوع میں ہے کہ کہ دس آدمیوں کو کھانا کھلائے یا ان کو کپڑے پہنائے یا غلام آزاد کرے اگر طاقت نہ ہو تو تین روزے رکھ لے۔(تفسیر نور العرفان)

بعض مفسرین نے کہا یہ آیت ان لوگوں کے متعلق نازل ہوئی جو کسی کام کی نذر مانتے ہیں پھر اس کو پورا نہیں کرتے اس سے معلوم ہوا کہ نذر کو پورا کرنا واجب ہے اگر وہ جائز ہو۔(تفسیر تبیان القرآن)

﴿سورج الٹے پاؤں پلٹے چاند اشارے سے ہو چاک﴾

سوال: علامہ صاحب مجھ سے کسی غیر مقلد نے سوال کیا تھا کہ ہمارا سوال یہ ہے کہ حضور ﷺ نے حضرت علی کے لئے ڈوبے ہوئے سورج کو واپس لوٹایا تھا اس مسئلے کو ثابت کرنے کی صحاح ستہ سے میں سے کوئی حدیث ہے۔اگر حدیث ہے تو حضور ﷺ نے نماز عصر کس وقت ادا فرمائی؟

حافظ عبدالرشید رضا جلالی امام وخطیب جامع مسجد بیت اللہ محلہ اسلام آباد سیالکوٹ

ج علامہ صاحب اس غیر مقلد کے سوال سے اس کی جہالت اور منکر حدیث ہونے کا واضح ثبوت مل رہا ہے۔میں اس سے پوچھتا ہوں کہ کیا کسی حدیث میں رسول اللہ ﷺ کا فرمان موجود ہے کہ میری صرف ان احادیث کو ماننا جو صرف بخاری و مسلم یا صحاح ستہ میں ہوں صرف ایک حدیث پیش کردو اگر حدیث پیش نہ کر سکو تو ماننا پڑے گا کہ تم محدثین کے مقلد ہو اور تقلید تمہارے نزدیک شرک ہے یا ان محدثین نے کہا ہو کہ تمام احادیث صرف صحاح ستہ میں ہیں اس کے علاوہ کسی حدیث کو نہ ماننا یا یہ دعوی کیا ہو کہ حسن یا صحیح احادیث صرف صحاح ستہ میں ہیں باقی تمام احادیث ضعیف یا موضوع ہیں۔صحاح ستہ کی اگر ساری حدیثیں صحیح ہوتیں تو تمہارے البانی کو کیا ضرورت پڑی تھی صحاح ستہ میں سے چار کتب کی دو قسمیں کرنے کی۔اس نے ابوداود کی دو قسمیں کی ہیں۔صحیح ابوداود،ضعیف ابوداود،ابن ماجہ کی دو قسمیں۔صحیح ابن ماجہ اور ضعیف ابن ماجہ۔نسائی کی دو قسمیں۔صحیح نسائی اور ضعیف نسائی،ترمذی کی دو قسمیں صحیح ترمذی اور ضعیف ترمذی۔اور اس میں سے اس نے بہت سی احادیث کو موضوع بھی کہا ہے۔اگر صحاح ستہ کے علاوہ کوئی حدیث صحیح نہیں تھی تو البانی نے سلسلہ احادیث الصحیحہ کیوں لکھی اس میں ہزاروں احادیث کو صحیح کہا جو صحاح ستہ میں نہیں تھیں اور اگر تمام صحیح احادیث صرف صحاح ستہ میں ہیں تو غیر مقلدین حدیث کی کتاب ،،بلوغ المرام،، اور ،،نیل الاوطار،،کو بہت مانتے ہیں ان میں ہزاروں

احادیث وہ ہیں جو صحاح ستہ میں نہیں تو وہابیوں کو یہ دو کتابیں چھوڑ کر اپنے منکر حدیث ہونے کا اقرار کرنا چاہئے۔ مشکوۃ شریف جو تمام مدارس میں پڑھائی جاتی ہے اس میں (6294) احادیث ہیں جس میں صحاح ستہ کے علاوہ موطا امام مالک، مسند امام شافعی، مسند احمد بن حنبل، دارمی، دار قطنی، بیہقی اور امام رزین کی ہزاروں احادیث موجود ہیں ان سب کا انکار کردو۔ محمد بن عبدالوہاب نجدی اسماعیل دہلوی، فتاوی ابن تیمیہ اور ابن قیم کی کتابوں اور صادق سیالکوٹی کی کتابوں میں ہزاروں حدیثیں وہ ہیں جو صحاح ستہ میں نہیں ان سب کا انکار کردو ہم اہل سنت نبی کریم ﷺ کے ہر فرمان کو سر آنکھوں پر رکھتے ہیں چاہے وہ کسی کتاب میں ہو۔ اور احکام میں حسن یا صحیح حدیث لیتے ہیں اور فضائل میں ضعیف حدیث بھی مانتے ہیں کیونکہ ہم صدیقی ہیں زندیقی نہیں ہیں حضرت ابوبکر صدیق رضی اللہ عنہ نے نبی کریم کے فضائل ابوجہل سے سن کر مان لئے تھے آپ نے راوی کو نہیں دیکھا اپنے محبوب کی شان کو دیکھا اس لئے ہم صدیقی بن نبی کریم ﷺ کے ہر معجزہ کو تسلیم کرتے ہیں چاہے راوی کتنا ہی کمزور کیوں نہ ہو ابوجہل کی طرح نہیں ہیں جس نے کسی راوی سے نہیں بلکہ خود نبی کریم ﷺ سے معراج کا معجزہ سن کر انکار کردیا تھا۔ بیٹا اپنے باپ کی مرید اپنے پیر کی شاگرد اپنے استاد کی اور امتی اپنے نبی کی تعریف سن کر خوش ہوتا ہے میں نے آج تک کوئی ایسا بیٹا نہیں دیکھا جو اپنے باپ کی تعریف سے ناراض ہوتا ہو اور تعریف کرنے والے پر کفر و شرک کا فتوی لگاتا ہے یا اس کو واجب القتل قرار دیتا ہو بشرطیکہ حلالی ہو حرامی نہ ہو۔

انداز بیاں گرچہ شوخ نہیں ہے میرا شاید کہ اتر جائے تیرے دل میں میری بات (اقبال)

شارح مسلم امام نووی، حافظ ابن کثیر، امام عبداللہ بن مبارک اور حافظ زین الدین عراقی کا نظریہ

علامہ سخاوی فرماتے ہیں: شیخ الاسلام ابوزکریا امام نووی نے کتاب الاذکار میں فرمایا ہے:

قال العلماء من المحدثین و الفقہاء و غیرهم یجوز ویستحب العمل فی الفضائل و الترغیب و الترهیب بالحدیث الضعیف مالم یکن موضوعا و أما الأحکام کالحلال و الحرام و البیع و النکاح و الطلاق و غیر ذلك فلا یعمل فیها إلا بالحدیث الصحیح أو الحسن۔

محدثین اور فقہاء نے فرمایا ہے فضائل اعمال میں ضعیف حدیث پر عمل جائز اور مستحب ہے جب تک کہ وہ حدیث موضوع نہ ہو لیکن احکام یعنی حلال و حرام، بیع و شراء، نکاح و طلاق وغیرہ میں ضعیف احادیث پر عمل نہیں کیا جائے گا ان میں صرف حسن اور صحیح پر عمل کیا جائے گا۔(القول البدیع ص 363)

علامہ یحی بن شرف نووی لکھتے ہیں: محدثین وغیرہم کے نزدیک موضوع حدیث کے علاوہ حدیث ضعیف کی سند میں روایت کرتے وقت تساہل (نرمی) کرنا جائز ہے اور اس پر عمل کرنا بھی جائز ہے بشرطیکہ اس حدیث کا تعلق اللہ تعالی کی صفات اور احکام شرعیہ مثلا حلال حرام نہ ہو اور اس حدیث کا عقائد اور احکام سے کوئی تعلق نہ ہو۔(تقریب النواوی مع تدریب الراوی ۱/ ۲۹۸)

یاد رہے امام بخاری کو ایک لاکھ صحیح احادیث یاد تھیں لیکن بخاری سمیت صحاح ستہ میں احادیث کی تعداد (۲۹۰۰۰-انتیس ہزار ہے۔ اگر کوئی کہے کہ میں صرف صحاح ستہ کو مانتا ہوں اور کسی حدیث کی کتاب کو نہیں مانتا تو کم از کم اس نے (۷۰۰۰۰) ستر ہزار صحیح احادیث کا انکار کردیا۔

امام بخاری فرماتے ہیں:

ما أدخلتُ فی کتاب الجامع إلا ما صَحّ وتَرَکتُ من الصحاح مَخافَةَ الطُّولِ

کہ میں نے جامع الصحیح میں صرف صحیح احادیث کو جمع کیا ہے اور میں نے بہت سی صحیح احادیث کو طوالت کے ڈر سے چھوڑ دیا ہے۔(فتح الباری)

امام مسلم فرماتے ہیں:

لیس کل شیء عندی صحیح وضعته هَهُنا إنما وضعت هَهُنا ما أجمعوا علیه کہ میں نے ہر صحیح حدیث کو اپنی کتاب میں نقل نہیں کیا البتہ جن کو ذکر کیا ہے ان کے صحیح ہونے پر علماء کا اتفاق ہے۔ دیکھو مسلم حدیث نمبر: 404)

جب بخاری اور مسلم نے یہ دعویٰ ہی نہیں کیا کہ صحیح احادیث صرف ہماری کتب میں ہیں تو پھر یہ کہنا صحیح نہیں ہے کہ جو حدیث بخاری و مسلم میں نہیں وہ حدیث ہی قابل اعتبار نہیں۔ یہ دعویٰ تو انکار احادیث پر منتج ہوتا ہے

دوسری بات اس نے یہ کی کہ اگر حدیث ہے تو حضور ﷺ نے نماز عصر کس وقت ادا فرمائی اس سے بھی اس کی جہالت ظاہر ہو رہی ہے اگر حدیث پڑھی ہوتی تو یہ سوال ہی نہ کرتا کیونکہ حدیث کے اندر ہی اس بات کی وضاحت موجود ہے۔

حضرت اسماء بنت عمیس بیان کرتی ہیں کہ تحقیق نبی کریم ﷺ نے نماز ظہر مقام صہباء میں ادا فرمائی پھر حضرت علی رضی اللہ عنہ کو کسی کام سے بھیجا وہ لوٹے تو نبی کریم ﷺ نماز عصر ادا فرما چکے تھے نبی کریم ﷺ نے اپنا سر حضرت علی کی گود میں رکھا اور اس کو حرکت نہ دی یہاں تک کہ سورج غروب ہو گیا تو نبی کریم ﷺ نے دعا فرمائی اے اللہ بیشک تیرے بندے علی نے اپنے نفس کو تیرے نبی کے لئے روکے رکھا پس اس کے لئے سورج واپس لا۔ حضرت اسماء بنت عمیس بیان کرتی ہیں پس دھوپ نکل آئی یہاں تک کہ پہاڑوں اور زمین پر پڑنے لگی پھر حضرت علی کھڑے ہوئے وضو کیا نماز پڑھی پھر سورج ڈوب گیا اور یہ واقعہ صہباء کا ہے۔ اس حدیث کو محدث کبیر امام ابو جعفر احمد بن محمد الطحاوی نے اپنی سند کے ساتھ مشکل الاثار ج۲ص ۸-۹ میں درج کیا۔

کیوں جناب اب تو وضاحت ہو گئی۔ کوئی اور اشکال ہو تو بتاؤ ایک روایت میں ہے کہ رسول اللہ ﷺ کی طرف وحی کی جا رہی تھی اس حال میں کہ آپ کا سر حضرت علی کی گود میں تھا پس حضرت علی نماز نہ پڑھ سکے یہاں تک کہ سورج غروب ہو گیا پس رسول اللہ ﷺ نے یوں دعا کی **اللهم إنه کان فی طاعتِک وطاعةِ رسولِک فَاردُدْ علَیْهِ الشَّمسَ** اے اللہ بیشک علی تیری اور تیرے رسول کی اطاعت میں تھا لہذا سورج کو اس کے لئے واپس لوٹا دے۔(مشکل الاثار) امام طحاوی وہ بلند پایہ محدث ہیں کہ جن کا عقیدہ طحاویہ مدینہ یونیورسٹی میں پڑھایا جا رہا ہے اور تمام وہابی ہند و پاک میں بھی اس کو پڑھتے ہیں اور ائمہ اربعہ نے اس پر اتفاق کیا ہے۔

محدثین سے اس کی توثیق: امام قاضی عیاض اپنی شہرہ آفاق کتاب شفا شریف میں اس معجزہ کا ذکر کرتے ہوئے لکھتے ہیں امام طحاوی نے فرمایا یہ دونوں روایتیں ثابت ہیں اور طحاوی کا حجت ہونا کافی ہے اور ان دونوں حدیثوں کے راوی ثقات ہیں۔ لہذا جن لوگوں نے ان کے راویوں میں طعن کیا وہ نا قابل اعتبار ہیں۔(شرح شفا مع القاری ج۱ص۵۹۰)

شارح مشکوۃ ملا علی قاری اس کے متعلق فرماتے ہیں۔ یہ حدیث فی الجملہ ثابت الاصل ہے اور تعدد اسانید کی وجہ سے ایک دوسری سند کو تقویت حاصل ہوتی ہے یہاں تک کہ یہ روایت اس اعتبار سے بھی مرتبہ حسن کو پہنچتی ہے پس اس سے احتجاج جائز ہے (شرح شفا ص ۵۸۹)

شاہ ولی اللہ محدث دہلوی لکھتے ہیں: امام جلال الدین سیوطی نے اس معجزہ کے متعلق ایک کتاب لکھی ہے ,,کشف اللبس فی حدیث رد الشمس،، اور کہا امام ابو جعفر نے اس کی تصحیح کی ہے ابن جوزی نے بہت زیادتی کی کہ اسے موضوعات میں داخل کر دیا۔ (ازالۃ الخفاء مقصد دوم ص ۵۳۰)

خاتمۃ المحققین ابن عابدین فرماتے ہیں: اس حدیث کو امام طحاوی اور قاضی عیاض نے صحیح قرار دیا ہے اور اسے ایک جماعت نے نقل کیا ان میں سے امام طبرانی نے اسے سند حسن کے ساتھ نقل کیا اور جس نے اسے موضوع قرار دیا جیسے ابن جوزی تو ان کی غلطی کو واضح کیا۔ (رد المحتار ج ۱ ص ۳۳۴)

دیوبندی محدث انور شاہ کشمیری لکھتا ہے یہ حدیث متصل ہے اور اس کے راوی ثقات ہیں اور ابن جوزی اور ابن تیمیہ کا اعلال اس کے حدیث کے بارے میں قابل التفات نہیں۔ (فیض الباری شرح بخاری ج ۳ ص ۵۲۳)

اب بھی اگر کسی کو کوئی اشکال ہو تو وہ مجھ سے بالمشافہ گفتگو کر لے انشاء اللہ اس کی پوری تشفی کر دوں گا۔

لکی کمیٹی: ہمارے الحقیقہ کے ایک قاری نے فون پر لکی کمیٹی کے بارے میں سوال کیا تھا پھر مجھ سے ان کا نمبر ڈلیٹ ہو گیا میں ان سے دوبارہ وضاحت کے ساتھ سوال نہیں پوچھ سکا قارئین کو چاہیے کہ فون کے علاوہ میسج ضرور کیا کریں تاکہ میرے پاس سوال محفوظ رہے اگر ان کا سوال اسی طرح کا تھا تو ٹھیک ہے ورنہ وہ مجھ سے دوبارہ رابطہ کریں۔ اس کے علاوہ بھی ہمارے شہر کے ایک مولوی صاحب جواز کا فتویٰ دے رہے تھے بلکہ وہ وہابیوں کی طرح تین طلاق کو بھی ایک طلاق قرار دے کر نا قابل معافی جرم کا ارتکاب کر رہے ہیں۔ شاید ایسے ہی لوگوں کے متعلق نبی کریم ﷺ نے فرمایا تھا۔ یَبِیْعُ دِیْنَهٗ بِعَرَضٍ مِنَ الدُّنْیَا وہ لوگ دنیا کے بدلے اپنا دین بیچ دیں گے۔ (مسلم شریف) نبی کریم ﷺ نے فرمایا: لوگوں میں بدترین درجہ والا قیامت کے دن وہ بندہ ہے جو دوسروں کی دنیا کی خاطر اپنی آخرت برباد کرے۔ (ابن ماجہ 3966، مشکوۃ کتاب الادب باب الظلم حدیث 5132)

اے طائر لاہوتی اس رزق سے ہے موت اچھی جس سے پرواز میں آتی ہو کوتاہی (اقبال)

چنانچہ میں نے استاذ العلماء علامہ محمد اقبال سعیدی مدرس جامعہ نعمانیہ سیالکوٹ سے رابطہ کیا تو انہوں نے مجھے دار الافتاء جامعہ نعیمیہ کا یہ فتویٰ عطا فرمایا جو شائع کیا جا رہا ہے۔

دار الافتاء جامعہ نعیمہ کا فتویٰ:

س کیا فرماتے ہیں علماء کرام اس مسئلہ میں کہ (بولی والی کمیٹی) کے نام سے مختلف شہروں میں ایک کمیٹی ڈالی جاتی ہے جس کی عام صورت یہ ہوتی ہے کہ بہت سے افراد مل کر ایک مخصوص رقم کی معینہ مدت تک کمیٹی ڈالتے ہیں مثلاً کمیٹی ایک لاکھ کی ہے۔ ماہانہ قرعہ اندازی کے وقت ان میں سے کوئی یہ کہتا ہے کہ مجھے ضرورت ہے میں بیس ہزار چھوڑتا ہوں مجھے ۸۰ ہزار دے دیں۔ سب افراد رضامند ہو کر ایسا کرتے ہیں اور چھوڑی ہوئی رقم تمام ممبران پر تقسیم ہوتی ہے جس کی وجہ سے ان کو اگلے ماہ کم کمیٹی دینا ہوتی ہے۔ کیا شرعاً ایسا کرنا درست ہے۔؟ اگر کوئی اہل علم یہ کہے کہ یہ جائز ہے کیونکہ اس میں جبر نہیں تو کیا یہ درست ہے؟

(۲)(لکی انعامی کمیٹی)اس کمیٹی کے سینکڑوں ممبر ہوتے ہیں۔ ہر ماہ مقررشدہ رقم کی کمیٹی معینہ مدت تک ڈالی جاتی ہے۔ ہر ماہ قرعہ اندازی ہوتی ہے جس میں رقم کی بجائے کوئی چیز مثلاً ٹی وی یا موٹر سائیکل وغیرہ ہوتی ہے جس کا انعام نکل گیا اس کو باقی کمیٹیاں نہیں دینی پڑتیں اگر کسی نے تین کمیٹیاں نہ دیں تو اس کی دی ہوئی رقم ضبط اور رکنیت معطل کر دی جائے گی ہر ماہ انعام سے بچی ہوئی رقم کمیٹی ڈالنے والے کی ہوگی باقی ممبران کو اس سے حصہ نہیں ملے گا جس کا کوئی انعام نہ نکلا اس کو آخر میں چند ہزار کی پہلے سے طے شدہ رقم دی جائے گی جو کل کمیٹیوں کی وصول شدہ رقم سے کئی ہزار کم ہوتی ہے۔ شرعی طور پر رہنمائی فرمائیں۔ سائل محمد اقبال سعیدی خطیب جامع مسجد دارہ ارائیاں سیالکوٹ۔

بسم اللہ الرحمن الرحیم الجواب بعون الملک الوھاب اللھم ھدایۃ الحق والصواب

(۱) مذکورہ بولی والی کمیٹی سود اور جوئے کی نئی شکل ہے۔ اس میں ایک مجبور آدمی ایک لاکھ والی کمیٹی ۸۰ یا ۷۰ ہزار میں اٹھاتا ہے اور لاکھ میں سے بقیہ بیس یا تیس ہزار روپے باقی شرکاء کمیٹی کو دے دیے جاتے ہیں اور یہ روپیہ بغیر کسی سبب شرعی کے دوسرے شرکاء کمیٹی تقسیم کرتے ہیں۔ اس طرح روپے حاصل کرنا دوسرے مسلمانوں کا مال باطل طریقہ سے حاصل کرنا (کھانا) ہے۔ فرمان باری تعالیٰ ہے: اے ایمان والو ایک دوسرے کا مال باطل طریقہ سے نہ کھاؤ (سورۃ النساء آیت ۲۹) الاشباہ والنظائر میں ہے کسی کے لئے جائز نہیں کہ وہ دوسرے کا مال لے بغیر سبب شرعی کے (قواعد فقہیہ ص ۳۲۵) یہ معاملہ چونکہ سود اور جوئے کا ہے اور سود و جوئے کی حرمت قرآن وسنت میں واضح ہے قرآن پاک میں ہے (اے ایمان والو! شراب، جوا، بت، پانسے یہ سب گندے شیطانی کام ہیں ان سے بچو تاکہ تم فلاح پاؤ (سورۃ المائدہ ۹۰) مزید فرمایا: اللہ نے حلال کیا بیع کو اور حرام کیا سود کو۔ (سورہ البقرہ :۲۷۵) نیز فرمایا: اے ایمان والو اللہ سے ڈرو اور چھوڑ دو جو باقی رہ گیا ہے سود میں سے اگر تم ایمان رکھتے ہو پھر اگر تم ایسا نہ کرو تو اعلان سن لو جنگ کا اللہ اور اس کے رسول کی طرف سے اور اگر تم توبہ کرلو تو تمہارے لئے اصل مال ہیں، نہ تم ظلم کرو اور نہ تم ظلم کیے جاؤ۔ (سورہ البقرہ :۲۷۸-۲۷۹) حدیث شریف میں ہے ایک درہم سود کا کھانا چھتیس ۳۶ زنا کے برابر ہے اور جس کا گوشت حرام سے بڑھے تو وہ نار جہنم کا زیادہ مستحق ہے۔ (طبرانی ج ۳ ص ۱۵۴ حدیث ۲۹۶۲) متعدد احادیث صحیحہ میں ہے کہ رسول اللہ ﷺ نے فرمایا: اللہ تعالیٰ کی لعنت سود کھانے والے پر اور کھلانے والے پر اور سود کا کاغذ لکھنے والے پر اور اس کے گواہ پر۔ (جامع ترمذی ج ۱ ص ۱۴۵) لہٰذا شرکاء کمیٹی پر لازم ہے کہ فوراً اس کمیٹی سے براءت کا اظہار کریں اور جن شرکاء کا لاکھ میں سے بقیہ پیسہ ہے ان کو واپس کریں اور بارگاہ الٰہی میں صدق دل سے توبہ کریں۔

(۲) اور اسی طرح بیان کردہ صورت کے مطابق لکی کمیٹی انعامی جوئے کی نئی قسم ہونے کی بناپر جوئے کے زمرے میں آتی ہے۔ علامہ شامی جوئے کی تعریف کرتے ہوئے لکھتے ہیں: ,,قمار،، قمر سے ماخوذ ہے۔ جو کبھی کم ہوتا ہے اور کبھی زیادہ اور جوئے کو قمار اس لئے کہتے ہیں کہ جوا کھیلنے والوں میں سے ہر ایک اپنا مال اپنے ساتھی کو دینے اور اپنے ساتھی کا مال لینے کو (شرط کے ساتھ) جائز سمجھتا ہے۔ اور یہ نص قرآن سے حرام ہے (ردالمحتار ج ۵ ص ۲۵۸) اور مذکورہ کمیٹی میں بھی ایک ممبر دوسرے ممبر کے مال کو بغیر کسی سبب شرعی کے حاصل کرنے کا حریص ہوتا ہے اور یہی جوا ہے قرآن پاک ہے (اے ایمان والو! شراب، جوا، بت، پانسے یہ سب گندے شیطانی کام ہیں ان سے بچو تاکہ تم فلاح پاؤ (سورۃ المائدہ ۹۰) اور حدیث شریف میں ہے حضرت عبداللہ بن عمرو بیان کرتے ہیں کہ رسول اللہ ﷺ نے انگور کی شراب، جوئے، طبل اور جوار کی شراب سے منع فرمایا (ابوداود ج ۲ ص ۱۶۳) امام ابوبکر رازی جصاص حنفی لکھتے ہیں، اہل علم کا قمار اور جوئے کے حرام ہونے میں کوئی اختلاف نہیں ہے (احکام القرآن ج ۱ ص ۳۲۹) اور اس کمیٹی

میں دوسروں کا مال ناجائز طریقے سے لینا لازم آ رہا ہے۔ فرمان باری تعالی ہے: اے ایمان والو ایک دوسرے کا مال باطل طریقہ سے نہ کھاؤ (سورۃ النساء آیت ۲۹) الاشباہ والنظائرہ میں ہے: کسی کے لئے جائز نہیں کہ وہ دوسرے کا مال لے بغیر سبب شرعی کے (قواعد فقہیہ ص ۳۲۵) لہذا اس کمیٹی کا ممبر بننا اس کی اشاعت کرنا لوگوں کو اس کی ترغیب دینا شرعاً ناجائز و گناہ ہے اور جو لوگ ممبر بنے ہیں ان پر لازم ہے کہ فوراً اس کمیٹی سے براءت کا اظہار کریں (نوٹ) اہل علم کا اس کے جواز کے لئے یہ کہنا کہ اس میں جبر نہیں لہذا جائز ہے۔ یہ بات قطعاً غلط ہے۔ کیا جس چیز میں جبر نہ ہو وہ جائز ہو جاتی ہے۔ مثلاً سود کے لین دین میں جبر نہیں۔ شراب کی خرید و فروخت میں جبر نہ ہو تو کیا وہ جائز ہو جائے گی علی ہذا القیاس لہذا ایسی من گھڑت دلیل جاہل دے سکتا ہے اہل علم نہیں۔ واللہ تعالی اعلم بالصواب کتبہ (مفتی) محمد عمران حنفی غفرلہ ۱۰ ربیع النور 1432ھ ۱۴ فروری 2011ء دار الافتاء جامعہ نعیمیہ گڑھی شاہو لاہور

سوال بوقت اقامت کب کھڑا ہونا مسنون ہے؟

نعیم عطاری حاجی پورہ سیالکوٹ

ج اس مسئلہ کی کثیر الوقوع دو صورتیں ہیں (۱) جب امام اور مقتدی دونوں فریق مسجد میں ہوں (۲) جب مقتدی مسجد میں ہوں، اور امام بیرون مسجد یا حجرے میں ہو، اور اقامت شروع ہو جائے۔ صورت اولی اگر فریقین امام و مقتدی دونوں مسجد میں ہوں تو دونوں کے لئے اقامت میں حی علی الصلاۃ حی علی الفلاح یا قد قامت الصلاۃ کے الفاظ پہ کھڑا ہونا سنت مستحبہ اور شروع اقامت میں کھڑا ہونا خلاف سنت ہے اولی یہ ہے کہ حی علی الصلاۃ پہ کھڑے ہونا شروع کر دیں اور حی علی الفلاح پہ کھڑے ہو جائیں اور قد قامت الصلاۃ پر خوب درست ہو کر کھڑے ہو جائیں تا کہ تینوں قسم کی روایات پر عمل ہو جائے۔

محدث کبیر شیخ شیوخ البخاری و مسلم امام عبد الرزاق، اپنی سند کے ساتھ حضرت ام حبیبہ رضی اللہ عنہا سے روایت کرتے ہیں کہ انہوں نے فرمایا تو جونہی مؤذن نے حی علی الصلاۃ کہا تو رسول اللہ ﷺ نماز کے لئے اسی وقت کھڑے ہو گئے۔ (المصنف عبد الرزاق حدیث ۱۸۵۱)

قاضی القضاۃ امام ابو یوسف سیدنا امام اعظم ابو حنیفہ سے روایت کرتے ہیں وہ حضرت طلحہ بن مصرف سے اور وہ امام ابراہیم نخعی تابعی سے روایت کرتے ہیں کہ آپ نے فرمایا۔ جب مؤذن اقامت پڑھتے ہوئے حی علی الفلاح کہے تو نمازی صفوں میں کھڑے ہو جائیں۔ (کتاب الآثار حدیث ۸۹)

سیدنا عبد اللہ بن ابی اوفی رضی اللہ عنہ بیان کرتے ہیں کہ جب حضرت بلال رضی اللہ عنہ اقامت میں قد قامت الصلاۃ کہنے لگتے تو رسول اللہ ﷺ اٹھ کھڑے ہوتے اور پھر اللہ اکبر کہتے (مسند بزار حدیث ۳۳۷۱)

حضرت ابن عمر کی سخت تاکید: مشہور تابعی امام عطیہ بیان کرتے ہیں کہ ہم لوگ حضرت ابن عمر رضی اللہ عنہما کے پاس بیٹھے ہوئے تھے جونہی مؤذن نے اقامت کہنا شروع کی ہم اٹھ کھڑے ہوئے تو حضرت ابن عمر رضی اللہ عنہما نے فرمایا اجلسوا بیٹھ جاؤ پھر جس وقت مؤذن کہنے لگے تب کھڑے ہونا۔ (المصنف عبد الرزاق حدیث ۱۹۴۳) پتہ چلا کہ جو لوگ شروع میں کھڑے ہو جائیں انہیں مسئلہ بتا کر بیٹھ جانے اور بیٹھ کر

اقامت سننے کا مشورہ دینا صحابہ کرام رضی اللہ عنہم کی سنت ہے۔

صورت ثانیہ: جب امام غیر موجود ہو تو مقتدی اس وقت کھڑے ہوں جب امام مصلی کی کی طرف آتے ہوئے دیکھیں امام کی آمد سے قبل ہرگز کھڑے نہ ہوں چاہے پوری اقامت ہو جائے۔ حضرت قتادہ رضی اللہ عنہ بیان کرتے ہیں کہ رسول اللہ ﷺ نے فرمایا: جب نماز کے لئے اقامت کہی جائے تو اس وقت تک کھڑے نہ ہونا جب تک مجھے نہ دیکھ لو۔ (بخاری 638 مسلم 604 مشکوۃ حدیث 685)

کیا امام خود بھی اقامت پڑھ سکتا ہے

کیا امام خود بھی اقامت پڑھ سکتا ہے اگر پڑھ سکتا ہے تو کس جانب چہرہ کرکے اقامت پڑھے۔ (۲) امام سلام پھیرنے کے بعد جائے نماز پر کس مقام پر بیٹھے اور کس جانب رخ کر کے دعا کروائے (۳) دعا کے وقت ہاتھوں کی کیفیت کیسی ہو اور چہرے پر ہاتھ پھیرنے کا درست طریقہ کیا ہے۔ عبد الحمید رنگپور سیالکوٹ

ج جی ہاں پڑھ سکتا ہے اگر کوئی دوسرا اقامت پڑھنے والا نہ ہو اور اس کا چہرہ بھی قبلہ کی طرف ہوگا ہر مسجد میں کم از کم ایک آدمی ایسا ہونا چاہئے جس کی داڑھی ایک مشت پوری ہو اور وہ قرآن بھی صحیح پڑھ سکتا ہو وہ اذان وقامت کہے اور وہ امام کے پیچھے کھڑا ہو اگر امام کا وضو ٹوٹ جائے تو وہ امام کا نائب بن سکے جو داڑھی مونڈھتا ہے یا ایک مشت سے کم رکھتا ہے اس کی اذان مکروہ ہے اس مسئلہ میں کمیٹی والے اپنی من مانی کرتے ہیں اور شرعی مسئلہ کو اہمیت نہیں دیتے جب اذان دینے کا شوق ہے تو داڑھی بھی پوری رکھو۔ مفتی امجد علی اعظمی لکھتے ہیں فاسق اگرچہ عالم ہی ہو اور نشہ والے اور پاگل اور ناسمجھ بچے اور جنبی کی اذان مکروہ ہے ان سب کا اعادہ کیا جائے۔ (بہار شریعت ج ا ص ۴۶۶ در مختار) امام اہل سنت فرماتے ہیں: کہ نابالغ اگر عاقل ہے کہ اس کی اذان اذان سمجھی جائے تو (اذان دینے میں) حرج نہیں اور اگر اس کی اذان اذان نہ سمجھی جائے اور نقل گمان کریں گے تو لوٹائی جائے (احکام شریعت حصہ دوم ص ۱۸۰)

(۲) حضرت انس کی روایت ہے کہ نبی کریم دائیں جانب پھرتے تھے۔ (مسلم 708 مشکوۃ کتاب الصلاۃ باب الدعاء فی التشہد 945) اس لئے فقہاء فرماتے ہیں کہ امام دعا کے وقت ہر طرف پھر سکتا ہے مگر داہنی طرف پھرنا بہتر کیونکہ نبی کریم ﷺ کو داہنی جانب محبوب تھی۔

حضرت سمرہ بن جندب کی روایت ہے کہ نبی کریم جب نماز پڑھ لیتے تو ہم پر اپنے چہرہ سے متوجہ ہوتے۔ (بخاری 845 مشکوۃ کتاب الصلاۃ باب الدعاء فی التشہد 944) یعنی سلام کے بعد کبھی داہنی طرف پھرتے کبھی بائیں طرف اور کبھی قبلہ کو پشت کر کے مقتدیوں کی جانب رخ فرمالیتے لیکن یہ حال بھی دائمی نہ تھا بلکہ اکثری تھا اور نہ کبھی سرکار قبلہ رو بیٹھ ہی دعا مانگتے۔ (مراۃ المناجیح ج ۲ ص ۱۰۶)

(۳) نبی کریم ﷺ عام دعاؤں کے وقت ہاتھوں کو سینے یا کندھوں تک اٹھاتے تھے نماز استسقاء میں ہاتھ اتنے بلند کرتے تھے کہ اگر قمیص نہ پہنے ہوتے تو آپ کی بغلوں کی سفیدی نظر آجاتی۔ اور کبھی کبھی عام دعا میں بھی ہاتھ اتنے بلند فرمالیتے تھے بیان جواز کے لئے۔

حضرت سہل بن سعد رضی اللہ عنہ بیان کرتے ہیں کہ نبی کریم ﷺ دعا کے وقت اپنی انگلیاں کندھوں کے مقابل کرتے تھے۔ (بیہقی شریف، مشکوۃ 2254 کتاب الدعوات) یعنی آپ ﷺ ہاتھ اتنے اٹھاتے کہ ہاتھوں کی انگلیاں کندھوں کی مقابل ہو جاتیں پھر دعا مانگتے تھے یہ اکثری حالات کا ذکر

ہے۔ وہابی فرض نماز کے بعد ہاتھ نہیں اٹھاتے اور نفلوں کے بعد اٹھاتے ہیں لیکن چہرے پر ہاتھ نہیں پھیرتے حالانکہ فرض اور اور نفل دونوں میں ہاتھ اٹھانا بھی سنت اور چہرے پر پھیرنا بھی سنت ہے۔ حضرت سائب بن یزید بیان کرتے ہیں کہ نبی کریم ﷺ جب دعا مانگتے تو ہاتھ مبارک اٹھاتے پھر ہاتھ منہ پر پھیر لیتے۔ (بیہقی شریف مشکوۃ 2255 کتاب الدعوات) یعنی جن دعاؤں میں ہاتھ اٹھاتے ان میں ہاتھ منہ پر پھیر لیتے اور جن میں ہاتھ نہ اٹھاتے جیسے نماز طواف، کھانے کے بعد کی دعا تو ان میں ہاتھ منہ پر بھی نہ پھیرتے۔ اور منہ پر ہاتھ پھیرنے کا طریقہ یہ ہے کہ دونوں ہاتھ پیشانی سے شروع کر کے نیچے کو لائے جیسے وضو کرتے ہیں۔ واللہ تعالی اعلم

ضروری وضاحت: علامہ محمد اقبال عطاری صاحب آف سیالکوٹ نے ایک کتاب لکھی ہے ,,موت کا منظر،، جس میں انہوں نے ۳۷۹ پر لکھا ہے کہ نماز کے بعد ہاتھ اٹھا کر دعا کی جائے اور نہ چہرے پر ہاتھ پھیرے جائیں یہ خلاف سنت ہے ایسا محسوس ہوتا ہے کہ جس سے انہوں نے کتاب لکھوائی ہے وہ یا تو کم علم تھا یا جان بوجھ کر اس نے یہ مسئلہ اپنی طرف سے کتاب میں ملحق کر دیا ہے اگر آپ خود لکھتے تو ایسا ممکن نہ تھا (واللہ اعلم) اللہ تعالی عطاری صاحب کو توفیق دے کہ وہ اس نازک مسئلہ میں اپنی ذمہ داری کا احساس کریں۔ اور آپ مجھ سے تقریظ لکھوانے آئے تھے میں نے ان کو متنبہ کیا کہ یہ مسئلہ اہل سنت اور بالخصوص عطاریوں کے خلاف ہے اور آپ بھی عطاری ہیں اپنے پیر کے خلاف نہ لکھو اس سے آپ نے بے دینوں کی تائید کر دی ہے اس کو حذف کر دیا جائے انہوں نے وعدہ کر لیا تھا لیکن ان کی سستی اور مصروفیت کی وجہ سے وہ مسئلہ اس میں اسی طرح چھپ گیا ہے لہذا میری تقریظ دیکھ کر کوئی یہ نہ سمجھے کہ شاید میرا بھی یہی نظریہ ہے میں اس سے بری ہوں اور اس حوالہ کو کوئی بے دین دلیل کے طور پر پیش نہ کرے۔

س تنہا عشا پڑھنے والا با جماعت وتر پڑھ سکتا ہے یا نہیں؟ محمد مدنی آسوی

ج عہد قریب کے بعض علماء سے یہ منقول ہے کہ رمضان میں تنہا عشاء پڑھنے والا وتر با جماعت نہیں پڑھ سکتا لیکن یہ صحیح نہیں ہے رمضان میں تنہا عشاء پڑھنے والے کو با جماعت وتر پڑھنے سے نہ قرآن نے منع کیا ہے نہ حدیث نے، نہ اجماع سے اس کا عدم جواز ثابت ہے نہ قیاس سے تو پھر محض عہد قریب کے بعض علماء کے اس کو ناجائز کہنے سے یہ ناجائز کیسے ہو جائے گا۔ (شرح مسلم سعیدی 502/2)

خواتین کی امامت: کیا عورتیں عورتوں کی جماعت کرا سکتی ہیں پیر سید شاہد نے اپنی تقریر میں کہا کہ عورت عورتوں کو نماز نہیں پڑھا سکتی چاہے وہ درمیان میں کھڑی ہو بس گھر میں پڑھے یا مسجد میں مردوں سے علیحدہ۔ اس کی وضاحت فرمادیں۔ زینب مدنیہ ظفروال

ج جماعت کے مسائل میں سے ایک اہم مسئلہ عورتوں کی جماعت ہے۔ بعض احادیث سے ثابت ہوتا ہے کہ عورتیں عورتوں کی جماعت کرا سکتی ہیں مردوں کی نہیں۔ بعض فقہاء نے کہا کہ تنہا عورتوں کا جماعت کے ساتھ نماز پڑھنا مکروہ (تحریمی) ہے لیکن علامہ ابن ہمام نے اس قول کو رد کر دیا ہے۔ علامہ ابن ہمام حنفی لکھتے ہیں: امام محمد نے کتاب الآثار میں امام ابوحنیفہ کی سند سے روایت کیا ہے کہ حضرت عائشہ رمضان کے مہینہ میں امامت کرتی تھیں اور عورتوں کے وسط میں کھڑی ہوتی تھیں۔ (کتاب الآثار ص ۴۴) مصنف عبدالرزاق نے حضرت ابن عباس رضی اللہ عنہما کا یہ قول روایت کیا ہے کہ عورت عورتوں کی امامت کرے اور ان کے وسط میں کھڑی ہو۔ (مصنف عبدالرزاق ج ۳ ص ۱۴۰) اس کا جواب یہ ہے کہ جو

سکتا ہے کہ حضرت ابن عباس کو ناسخ کا علم نہ ہوا ہو، لیکن اس کے باوجود یہ سوال قائم رہے گا کہ وہ کون سا ناسخ ہے جس نے ان احادیث کو منسوخ کر دیا ؟ بعض علماء نے یہ ذکر کیا ہے کہ حدیث میں ہے کہ عورت کا اپنی کوٹھڑی میں نماز پڑھنا حجرہ میں نماز پڑھنے سے بہتر ہے۔ اس حدیث کو بعض علماء نے حضرت عائشہ حضرت ام ورقہ اور حضرت ابن عباس کی احادیث کا ناسخ قرار دیا ہے، لیکن اس حدیث کا ناسخ ہونا واضح نہیں، اور اگر اس کو ناسخ مان بھی لیا جائے تو اس سے یہ لازم آئے گا کہ عورت کا امامت کرانا اب مسنون نہیں ہے اور یہ کراہت تحریمی کو مستلزم نہیں ہے، بلکہ اس سے زیادہ سے زیادہ اس فعل کا مکروہ تنزیہی یا خلاف اولی ہونا لازم آئے گا اور ہم پر یہ لازم نہیں ہے کہ ہم اس کو مکروہ تحریمی ثابت کریں، ہمارا مقصود تو حق کی اتباع ہے خواہ وہ کسی جگہ ہو (فتح القدیر ج ۱ ص ۳۰۶ مطبوعہ نوریہ رضویہ سکھر)

علامہ ابن ہمام کی عبارت میں یہ اشارہ ہے کہ اس مسئلہ میں امام احمد اور امام شافعی کا قول صحیح ہے کیونکہ وہ حدیث کے موافق ہے اور احادیث صحیحہ سے عورت کا عورتوں کی نماز میں امامت کرانا ثابت ہے اور اس کا ناسخ متعین و متحقق نہیں ہے اور احادیث رسول فقہاء پر مقدم ہیں۔ (تفسیر تبیان القرآن ج ۱ ص ۳۷۸)

شاہ صاحب کو علامہ سعیدی کی تفسیر کا مطالعہ یا ان احادیث کو بھی پڑھنا چاہئے جو میں نے ذکر کی ہیں عورتوں کی جماعت کی ممانعت پر تو ایک بھی حدیث نہیں ہے، نہ مسجد آنا منع ہے ہاں ان کا گھر میں نماز پڑھنا بہتر ہے لیکن اگر کوئی دینی محفل ہو یا فہم دین کورس ہو تو مسجد میں اس نیت سے جانا کار ثواب ہے جب عورتیں کالج یونیورسٹیوں اور بازاروں میں جا سکتی ہیں اور شادی پر جا سکتی ہیں جہاں بہت سے خلاف شریعت ہوتے ہیں وہاں ان کو جانے سے کوئی نہیں روکتا اور مسجدیں تو جنت کا باغ ہیں وہاں باپردہ بغیر میک اپ کے جائیں اور دینی مسائل سیکھیں تو ان کو روکنا ایک نیک کام سے روکنا ہے جو ہرگز قابل تعریف نہیں۔ لہذا عورتیں اگر نماز تراویح نماز عید یا صلاۃ التسبیح پڑھنا چاہیں تو ان کو اس کار خیر سے مت روکیں جب وہ اکٹھی ہوں گی تو ان کو عبادت کا شوق پیدا ہوگا اور دینی مسائل معلوم ہوں گے اور یا دہ محفل سجائیں گی تو ان کے دلوں میں عشق رسول کی شمع روشن ہوگی اور وہ گناہوں سے بچیں گی آج کے دور میں اس کی بڑی ضرورت ہے۔ روکنا ہے تو برے اور بے حیائی کے کاموں سے روکو بیوٹی پالروں سے روکو ننگے سر، ننگے منہ اور ہاف آستین سے روکو فلموں ڈراموں اور گانوں غیبت اور چغلی سے روکو بلا دلیل ایسی پاکیزہ محفلوں سے عورتوں کو محروم رکھ کر گنہگار مت بنو۔ بے دین لوگ تو اپنی عورتیں کو بھی محفلوں میں لاتے ہیں اور آپ اپنی عورتوں پر پابندی لگا کر ان کو جاہل رکھنا چاہتے ہو؟ آپ کو کیا پتہ سکولوں کالجوں اور مدارس میں ٹیچر خواتین و حضرات کس طرح بچوں کے ایمان پر ڈاکہ ڈال رہے ہیں سکول کے نصاب میں بے دین لوگوں کی کتابیں پڑھائی جا رہی ہیں ایک آپ ہیں کہ لکیر کے فقیر بنے بیٹھے ہیں ہم نے ان عورتوں کو اس قابل بنانا ہے کہ وہ اپنا اور دوسروں کا بھی ایمان بچا سکیں اور فحاشی اور بے حیائی کے فتنہ سے محفوظ رہیں اعمال کا دارومدار نیت پر ہے۔ اللہ سمجھ عطا کرے۔ (خادم العلماء نصر اللہ مدنی)

رابطہ نمبر 03428149925- 3328028182

Nasrullahmadni@gmail.com ای میل ایڈریس

اگر جلدی جواب مطلوب ہو تو اپنا ای میل ایڈریس اور اپنا سوال میسج کر دیں

ایک بچہ نے ایک بدعقیدہ ٹیچر کو خاموش کرا دیا:

بڑے معتبر ذرائع سے معلوم ہوا کہ ایک سکول میں ٹیچر بتوں والی آیت پڑھ کر بچوں کو کہہ رہی تھی تم نبیوں ولیوں سے مدد مانگتے ہو اللہ فرماتا ہے یہ سب اکٹھے ہو کر بھی ایک مکھی کا پر بھی نہیں بنا سکتے تو بچہ بولا میڈم میری فلاں ٹیچر کہہ رہی تھی کہ اللہ کے پیغمبر حضرت عیسیٰ علیہ السلام مٹی سے ایک پرندے کی صورت بناتے تھے اور پھونک مارتے تھے تو وہ اللہ کے حکم سے اڑ جاتا تھا۔ تو ٹیچر لاجواب ہو کر خاموش ہو گئی۔

معلوم ہوتا ہے کہ ان لوگوں کے پاس کوئی دلیل نہیں قرآن کا غلط مفہوم بیان کر کے لوگوں کو گمراہ کر رہے ہیں اے کاش میری قوم کا ہر بچہ بیدار ہو جائے میری قوم کی ہر بیٹی سکول میں عظمت مصطفیٰ ﷺ کا درس دین شروع کر دے تو بے دینوں کا خاتمہ یقینی ہے افسوس ہمارے پاس علم ہوتا ہے بولنے کی جراءت نہیں ہوتی۔ میں اس حاضر جواب، ذہین اور بہادر بچے اور اس کی عظیم ٹیچر کی عظمت کو سلام کرتا ہوں جس نے اس شاہین بچے کی اس طرح تربیت کی کہ اس کے دل میں عشق مصطفیٰ ﷺ کی شمع روشن کر دی۔ اللہ ان کو اس کی برکت سے مدینہ منورہ کی حاضری نصیب فرمائے۔

قوت عشق سے ہر پست کو بالا کر دے　　　دہر میں اسم محمد سے اجالا کر دے

جوانوں کو میری آہ سحر ان شاہین بچوں کو بال و پر دے　　　خدایا آرزو میری یہی ہے کہ میرا نور بصیرت عام کر دے

میں سنی کیوں ہوا

وہابیوں نے بخاری شریف کو آگ لگادی اور میں سنی ہو گیا

عمر فاروق توحیدی سابق ناظم تبلیغ اہل حدیث یوتھ فورس ضلع سیالکوٹ

بخاری بخاری کرنے والوں کی بخاری سے دشمنی کا بالکل تازہ واقعہ ہے اپریل مئی 2010ء کو سیالکوٹ کے اہل حدیث کہلانے والے مولوی یحیٰ حامدی نے بخاری شریف کی مکرر احادیث ختم کر کے پوری بخاری کا خلاصہ تیار کیا اور جامعہ محمدیہ ملکے کلاں نزد چائنہ چوک سیالکوٹ شہر کے استاذ مولوی ابو یاسر کو دیا تا کہ نظر ثانی کر دے اور کمپیوٹر پر کمپوزنگ بھی کر دے کیونکہ وہ یہ کام جانتا تھا ابو یاسر نے کہا کہ جب میں نے اتنی محنت کرنی ہے تو کتاب پر بطور مصنف میرا نام ہی آئے گا۔ یحیٰ نے کہا کہ مصنف تو میں ہی ہوں کیونکہ مسودہ میں نے ہی تیار کیا ہے لہذا میرا ہی نام آئے گا اس بات پر دونوں میں اختلاف ہوا اور یحیٰ حامدی وہ مسودہ چھوڑ کر چلا گیا۔ ابو یاسر کو غصہ آیا کہ اگر میرا نام نہیں آتا تو کتاب بھی نہیں آئے گی چنانچہ اس نے بخاری شریف کے اس مسودہ کو آگ لگا کر جلا دیا اور چند اوراق کے کچھ حصے بچ گئے۔ جب حامدی کو یہ خبر ملی تو اس نے ابو یاسر سے یہ تصدیق کی تو اس نے اعتراف کیا کہ ہاں میں نے جلائی ہے۔ حامدی نے اس وقت کے D.P.O سیالکوٹ وقار چوہان کے پاس جا کر مقدمہ پیش کیا اور جلے ہوئے اوراق بھی دکھائے۔ مجرم ابو یاسر نے اقبال جرم کیا جلے ہوئے اوراق دیکھ کر پولیس افسر حیران رہ گیا اور غصہ میں کہا کہ تم کیسے اہل حدیث ہو عالم اور اہل حدیث کا دعویٰ بھی کرتے ہو اور حدیث کی اتنی توہین۔ اسی بخاری کو رات دن سر پر اٹھائے پھرتے ہو۔ اور ہر بات پر بخاری کی رٹ لگاتے ہوئے سنائی دیتے ہو۔ اور اسی بخاری کو آگ لگادی ہے اس نے بہت بے عزتی کی اور کہا میں تمہارے خلاف توہین حدیث اور گستاخ رسول ہونے کی قانونی

کاروائی کروں گا وہاں موجود باقی اہل حدیثوں مولویوں نے کہا کہ ہم پہلے ہی گستاخ رسول مشہور ہیں۔ ہماری بہت بدنامی ہوگی آپ مہربانی کریں چھوڑ دیں ہم خود اس کو سزا دیں گے لیکن پولیس افسر نہ مانا مجبور ہو کر ان لوگوں نے اعلی افسروں سے رابطے کیے۔ اور ان سے سفارش کروا کر مجرم کو چھوڑا لیا پھر اسی مدرسہ میں شہر کے بڑے بڑے مولوی جمع ہوئے اور اس کو کچھ برا بھلا کہا اور سزا یہ دی کہ اب تم یہاں پڑھا نہیں سکتے بس یہی سزا ہے اتنے بڑے جرم کی اور اجلاس ختم ہو گیا۔ تو میں نے کہا بس یہی سزا ہے کہ تو کسی اور مدرسے میں استاد بن جا تو انہوں نے کہا اگر کوئی بڑی سزا دی تو پورے ملک میں ہماری جماعت اہل حدیث بہت زیادہ بدنام ہو جائے گی جو پہلے ہی گستاخ رسول مشہور ہیں تو میں نے کہا تو پھر ہمیں حدیث رسول کی عزت کا تو کوئی لحاظ نہ ہوا اور اپنی جماعت کا بڑا لحاظ ہے اور دعوی اہل حدیث ہونے کا ہے نتیجہ یہ نکلا کہ نام نہاد اہل حدیث باطل بے ادب اور گستاخ رسول فرقہ ہے لہذا میں نے اس بات سے متنفر ہو کر اہل سنت و جماعت حنفی بریلوی ہو گیا اور اس سے پہلے اپنے آبائی شہر گوجرانوالہ میں توحید کے موضوع پر اہل سنت کے قابل فخر عالم ڈاکٹر محمد اشرف آصف جلالی صاحب کے متعدد خطابات سن چکا تھا جن سے واضح ہو چکا تھا کہ اصل توحید پر اہل سنت قائم ہیں اور گوجرانوالہ ہی کے ایک سنی عالم مولانا محمد حسین صدیقی صاحب سے میں نے خفیہ طور پر تقریباً چار گھنٹے عقائد اور مسائل پر بھی بحث کی تھی اس سے ثابت ہو گیا تھا کہ اہل حدیث غلط اور اہل سنت صراط مستقیم پر قائم ہیں حالانکہ میں نے خود ناصر روڈ سیالکوٹ اہل حدیث کے مدرسہ میں تعلیم حاصل کی تھی اور کافی عرصہ سیالکوٹ کے مشہور گاؤں ,,دھیرا سندھا،، میں امام و خطیب رہا تھا وہاں میری ملاقات علامہ تو قیر الحسن خطیب چھاؤنی سلہریاں سے ہوئی ان سے کئی دنوں تک دینی مسائل میں گفتگو ہوئی اور پھر ایک دن وہاں ڈاکٹر مسعود صاحب کے کلینک پر نصر اللہ مدنی سے بھی ملاقات ہو گئی۔ ڈاکٹر صاحب میں میرا ان سے تعارف کروایا کہ یہ عمر فاروق توحیدی غیر مقلد ہیں اور حق کی تلاش میں ہیں تو انہوں نے مجھے اپنے پیر و مرشد پروفیسر محمد حسین آسی صاحب کا جاری کردہ رسالہ ,,الحقیقہ،، کے چند رسالے عنایت کیے جس سے مجھ پر حقیقت واضح ہو گئی اور فیصلہ کرنے میں آسانی ہو گئی اور مجھے اپنی تصنیف کردہ کتب بھی دینے کا وعدہ کیا میں ان کے حسن اخلاق سے سے بہت متاثر ہوا۔ میں اس سے پہلے اہل حدیث یوتھ فورس ضلع سیالکوٹ کا ناظم تبلیغ بھی رہا تھا۔ لیکن بخاری شریف جلانے کے واقعہ نے مجھے ان سے متنفر کر دیا اور میں نے باقاعدہ طور پر مورخہ یکم اگست ۲۰۱۰ء بروز اتوار کو توحید سیمینار منعقدہ رائل میرج ہال نزد لاری اڈہ سیالکوٹ میں ہزاروں کے مجمع میں سنی ہونے کا اعلان کر دیا اس سیمینار سے علامہ ڈاکٹر اشرف آصف جلالی صاحب نے خطاب کیا اس سیمینار کی سی ڈی میں میرا یہ اعلان موجود ہے اس میں علامہ محمد اقبال سعیدی صاحب بھی موجود تھے اور نصر اللہ مدنی صاحب بھی موجود تھے جنہوں نے اپنی کتابوں کا وہاں سٹال لگایا ہوا تھا انہوں نے یہ اعلان سن کر فوراً خوشی میں اپنی چار کتابوں حاضر و ناظر، اختیارات نبی ﷺ، تحفۃ الاموت اور بے ادبوں کی پہچان کا تحفہ عنایت فرمایا علامہ صاحب نے تحقیق کا حق ادا کیا ہے۔ اس کے بعد وہابیوں کے گھروں میں صف ماتم بچھ گئی انہوں نے مجھے واپس لانے کے لئے ہر قسم کا لالچ دیا لیکن میں نے ان کے ہر لالچ اور تحریص کو جوتی کی نوک پر رکھا اور کہا۔ میں گدا ہوں اپنے کریم کا میرا دین پارۂ ناں نہیں۔ اور پھر مجھے قتل کی دھمکیاں دیں یہاں تک کہ میرا ایک بچہ بھی قتل کر دیا میں کہا نے ایک بچہ کیا نبی کے نام پر ہزاروں بچے قربان کیے جا سکتے ہیں۔ پھر میرے سسرال والوں نے میری بیوی کو روک لیا اور کہا کہ ہم اپنی بیٹی کو اس وقت تک نہیں بھیجیں گے جب تک تم ہمارے عقیدہ میں واپس نہیں آتے تم ہماری بیٹی کو طلاق دے دو تو میں نے اسے بھی طلاق دے دی اللہ کے راستہ میں مشکلات تو آتی ہیں اللہ مجھے ثابت قدمی عطا فرمائے میں نے صبر کیا اللہ تعالی نے مجھے اس سے بہتر بیوی عطا کر دی اور بیٹے کی نعمت سے بھی نواز دیا

میں کریم آقا کا کس طرح شکریہ ادا کروں جس نے مجھے اپنی غلامی میں قبول کرلیا اس دن سے میں ہر جگہ نبی کی عظمت کے ڈنکے بجا رہا ہوں اوران کو بے نقاب کررہا ہوں۔(جاری ہے)

عمر فاروق توحیدی قادری

غیر مقلد وہابیوں کو ایک زبردست دھچکا: مرکزی جامع مسجد قباء اہل حدیث شیخوپورہ کے خطیب عبدالوحید ربانی نے پانچواں عقیدہ توحید اور ائمہ حدیث سیمنار کو سنا اور متاثر ہو کر اور ۱۹ جون ۲۰۱۳ء بروز بدھ کو مسلک وہابیت چھوڑ کر مسلک حق اہل سنت وجماعت کو قبول کیا اور کنز العلماء علامہ ڈاکٹر اشرف آصف جلالی صاحب کے ہاتھ پر بیعت کی۔فیض رضا جاری رہے گا۔ 03324650648

اہل سنت سنی بریلوی علماء مشرک ہیں ان کو قتل کرنا جائز ہے (دیوبندی کا بیان)

آزاد کشمیر مظفر صاحبزادہ منان تنویر قادری پر قاتلانہ حملہ کرنے والا دیوبندی کالعدم تنظیم سپاہ صحابہ کے کارکن کا تھانہ میں اعتراف جرم کے دوران بیان۔اے سنیو جاگ جاؤ کب تک تم ان کے دھوکے میں آتے رہو گے دیکھا آپ نے بظاہر بھولی بھالی نظر آنے والی تبلیغی جماعت کتنی خطرناک ہے اور کس قدر ان کو عداوت ہے علماء اہل سنت سے۔ قد بدت البغضاء من افواھھم وماتخفی صدورھم اکبر۔

اہل سنت کی شاندار فتح: حضرت ملک شاہ ولی عرس کے موقع پہ پاکستان سنی تحریک اور علماء اہل سنت کی کوششوں سے سرکس،موت کا کنواں اور بے حیائی پہ ہائی کورٹ نے پابندی لگادی سرکس والوں نے سنی تحریک سیالکوٹ کے صدر جہانگیر قادری اور سنی علماء کو لاکھوں روپے میں خریدنے کی کوشش بھی کی جوانہوں نے ناکام بنا کر ثابت کر دیا۔میں گدا ہوں اپنے کریم کا میرا دین پارۂ ناں نہیں۔اس معاملہ میں D.p.o سیالکوٹ کا بھی بہت شکریہ جنھوں نے عدالتی فیصلہ پر بھرپور عمل درآمد کروایا۔پاکستان سنی تحریک زندہ آباد۔

اعتکاف: حضرت عائشہ رضی اللہ عنہا بیان کرتی ہیں کہ رسول اللہ ﷺ رمضان کے آخری عشرہ میں اعتکاف کیا کرتے تھے یہاں تک (اسی طریقہ پر) وصال فرمایا:(بخاری)

حضرت علی بن حسین رضی اللہ عنہما اپنے باپ سے روایت کرتے ہیں کہ رسول اللہ ﷺ نے فرمایا:جس نے رمضان میں دس دن اعتکاف کیا اس کے لئے دو حج اور دو عمرہ کا ثواب ہے۔ (بیہقی ،ترغیب ۱۷۰۸)

حضرت ابن عباس رضی اللہ عنہما بیان کرتے ہیں کہ رسول اللہ ﷺ نے فرمایا: جو اپنے بھائی کی حاجت روائی کے لئے چلا اور اس کی

حاجت پوری کردی تو اس کے لئے دس سال کے اعتکاف سے بہتر ہے۔ جو اللہ تعالیٰ کی رضا حاصل کرنے کے لئے ایک دن کا اعتکاف کرے گا تو اللہ تعالیٰ اس کے اور جہنم کے درمیان تین خندقیں حائل کردے گا جو زمین وآسمان سے زیادہ چوڑی ہوں گی۔ (طبرانی ،ترغیب ۱۶۰۹)

اگر ایک دن کے اعتکاف کی یہ فضیلت ہے تو دس یا زیادہ دنوں کے اعتکاف کی فضیلت کیا ہوگی۔

اس سے یہ پتہ چلا کہ مخلوق ،مخلوق کی حاجتیں پوری کرسکتی ہے وہ لوگ جو کہتے ہیں کہ حاجت روا مشکل کشا ایک خدا ایک خدا وہ اللہ کی شان کم کررہے ہیں وہ مخلوق کو خدا بنارہے ہیں کہ جو بھی حاجت پوری کردے وہ خدا ہے تو وہابیوں کے ہزاروں خدا بن جائیں گے اگر وہ اس طرح کہتے کہ حقیقی اور ذاتی حاجت روا فقط اللہ ہے تو ان کا یہ فقرہ درست ہوسکتا تھا۔

حضرت ابن عمر رضی اللہ عنہما روایت کرتے ہیں کہ نبی کریم ﷺ نے فرمایا: اگر میں اپنے بھائی کی حاجت پوری کرنے کے لئے چلوں تو یہ بات مجھے مسجد مدینہ میں ایک ماہ اعتکاف کرنے سے زیادہ پیاری ہے۔ ترغیب حدیث ۳۸۸۳

حضرت انس رضی اللہ عنہ روایت کرتے ہیں کہ نبی کریم ﷺ نے فرمایا: جو اپنے مسلمان بھائی کی حاجت کے لئے چلا تو اللہ تعالیٰ اس کے واپس آنے تک ہر قدم پر ستر نیکیاں لکھتا ہے اور ستر گناہ مٹاتا ہے اور اگر اس ہاتھ پر ضرورت مند کی ضرورت پوری ہوگئی تو وہ گناہوں سے ایسے پاک صاف ہوجائے گا جیسے آج ہی پیدا ہوا ہو اور اگر وہ اس دوران مرگیا تو بغیر حساب جنت میں داخل ہوگا۔ (ترغیب حدیث ۳۸۷۲)

اگر کوئی آدمی کسی بڑے افسر کے پاس آئے کہ مجھے ملازمت دلوا دو تو اگر افسر اس کے لئے کوشش کرتا ہے تو اس کے حج اور عمرہ کا ثواب اور وہ گناہوں سے پاک صاف ہوجائے گا اور اگر وہ اسی دوران فوت ہوجائے تو بغیر حساب وکتاب جنت میں داخل ہوگا اسی طرح اگر کوئی کسی کو قرض حسنہ دے یا کسی کے بیٹے یا بیٹی کا رشتہ کرادے تو وہ بھی اسی حدیث کا مصداق ہوگا یا کوئی صاحب لوگوں کو تبلیغ کریں کہ اپنے بیٹوں کا رشتہ کرتے وقت جہیز کا مطالبہ نہ کیا کریں مطالبہ کر کے جہیز لینا حرام ہے اس سے زمین میں فساد پھیلتا ہے رشوت اور زنا کاری عام ہوتی ہے تو یہ تبلیغ کرنے والے بھی اس اجر کے مستحق ٹھہریں گے انشاء اللہ۔

اس سے یہ بھی پتہ چلا کہ مخلوق بھی مخلوق کی حاجت روا اور مشکل کشا ہوسکتی ہے اللہ تعالیٰ حقیقی حاجت روا مشکل کشا ہے اور بندہ اس کی عطا سے بلکہ اللہ اسی کی مدد فرماتا ہے جو اس کے بندوں کی مدد کرتا ہے۔ جیسا کہ صحیح مسلم میں ہے: ﴿وَاللّٰهُ فِي عَوْنِ الْعَبْدِ مَا كَانَ الْعَبْدُ فِي عَوْنِ أَخِيهِ﴾ اللہ اپنے بندے کی مدد فرماتا رہتا ہے جب تک وہ اپنے بھائی کی مدد کرتا رہتا ہے۔ (مسلم) نبی کریم ﷺ نے ایک مرتبہ لیلۃ القدر کی تلاش میں پورا مہینہ بھی اعتکاف کیا ہے۔ (مشکوٰۃ کتاب الصوم باب لیلۃ القدر حدیث 2086)

اعتکاف کا معنی لغت میں بند ہونا ٹھہرنا اور لازم ہونا ہے اور شریعت میں کسی مخصوص شخص کا مخصوص طریقہ کے ساتھ ٹھہرنا اعتکاف ہے۔

علماء نے اعتکاف کی تین قسمیں بیان کی ہیں۔ نفلی مسنون اور واجب نفلی اعتکاف کا مطلب ہے کہ جب بھی کوئی مسلمان کسی مسجد میں داخل ہو تو وہ جتنی دیر مسجد میں ٹھہرنا چاہے اتنی دیر کے لئے اعتکاف کا ارادہ کرلے۔ وہ مسجد میں داخلہ کے وقت اس طرح کہے ﴿نَوَيْتُ سُنَّةَ الاعْتِكَافِ﴾ اس اعتکاف کے لئے کسی وقت کی تعیین نہیں اور نہ ہی روزہ رکھنا شرط ہے اور اس کا فائدہ یہ ہے کہ جب تک مسجد میں رہے گا اس کو اعتکاف کا اجر وثواب

ملتا رہے گا۔ یہ جب چاہے مسجد سے باہر جا سکتا ہے اس پر کوئی پابندی نہیں۔

مسنون اعتکاف رمضان کے آخری دس دنوں کا (راتوں سمیت) اعتکاف سنت مؤکدہ علی الکفایہ ہے۔ جس کا مفہوم یہ ہے کہ اگر علاقے بھر سے چند افراد یہ اعتکاف کرلیں تو سب کی جانب سے ادا ہوگیا، ورنہ تمام اہل علاقہ گنہگار ہوں گے۔ اس کا وقت رمضان المبارک کی بیس تاریخ کو غروب آفتاب کے قبل عیدالفطر کے چاند طلوع ہوجانے تک ہے۔ اگر معتکف بیس رمضان کو سورج غروب ہونے سے قبل مسجد میں نہ پہنچ سکے تو اس کا اعتکاف نہ ہوگا۔ اب اگر وہ نفلی اعتکاف کرنا چاہے تو کر سکتا ہے کیونکہ وہ کسی وقت بھی ہوسکتا ہے۔

واجب اعتکاف: اگر کوئی آدمی یہ نذر مان لے کہ اگر میرا فلاں کام ہوگیا تو میں اتنے دنوں کا اعتکاف کروں گا جب اس کا کام پورا ہوگیا تو اس پر ان مخصوص دنوں کا اعتکاف کرنا واجب ہوگا کیونکہ نذر کا پورا کرنا واجب ہے۔

﴿لیلۃ القدر کی فضیلت﴾

لیلۃ القدر کی دعا: حضرت عائشہ صدیقہ رضی اللہ عنہا نے عرض کی یا رسول اللہ میں لیلۃ القدر میں کیا دعا پڑھوں تو آپ ﷺ نے یہ دعا تعلیم فرمائی

اَللّٰهُمَّ اِنَّکَ عَفُوٌّ کَرِیْمٌ تُحِبُّ الْعَفْوَ فَاعْفُ عَنِّی اگر سب کے لئے پڑھنا چاہیں تو اس طرح پڑھیں فَاعْفُ عَنَّا

شب قدر کی فضیلت بیان کرتے ہوئے اللہ تعالیٰ نے پوری سورۃ القدر نازل فرمائی:

﴿اِنَّـآ اَنْزَلْنٰـهُ فِـی لَیْـلَةِ الْـقَـدْرِ ☆ وَمَـآ اَدْرٰكَ مَا لَیْلَةُ الْقَدْرِ☆لَیْلَةُ الْقَدْرِ خَیْرٌ مِّنْ اَلْفِ شَهْرٍ ☆ تَنَزَّلُ الْمَلٰٓئِكَةُ وَالرُّوْحُ فِیْهَا بِاِذْنِ رَبِّهِمْ مِنْ كُلِّ اَمْرٍ☆ سَلٰمٌ هِیَ حَتّٰی مَطْلَعِ الْفَجْرِ﴾

﴿بے شک ہم نے اسے شب قدر میں اتارا ☆ اور تم نے کیا جانا شب قدر کیا ہے ☆ شب قدر ہزار مہینوں سے بہتر ☆ اس میں فرشتے اور جبریل اترتے ہیں اپنے رب کے حکم سے ہر کام کے لئے ☆ وہ سلامتی ہے صبح چمکنے تک﴾

شانِ نزول: لیلۃ القدر کیوں نازل ہوئی اس کے متعلق اہل علم نے متعدد اور مختلف واقعات ذکر کئے ہیں

امام مالک نقل کرتے ہیں کہ رسول اللہ ﷺ کو پہلے لوگوں کی عمریں دکھائی گئیں جو خدا نے چاہا تو آپ نے اپنی امت کی عمر کو کم سمجھا کہ میری امت کے لوگ (اپنی تھوڑی عمر میں) ان لوگوں کے برابر عمل نہیں کرسکیں گے جو وہ اپنی طویل عمر میں کرینگے تو اللہ تعالیٰ نے آپ کو ہزار مہینوں سے بہتر لیلۃ القدر عطا فرمائی۔ (موطا امام مالک، تفسیر کبیر، تفسیر مظہری)

امام مجاہد بیان کرتے ہیں کہ نبی کریم ﷺ نے بنی اسرائیل کے ایک آدمی کا ذکر کیا جس نے ایک ہزار ماہ اللہ کے راستے میں ہتھیار پہنے رکھا (اور جہاد کرتا رہا) تو مسلمانوں کو اس کے عمل پر بڑا تعجب ہوا پس اللہ تعالیٰ نے ﴿اِنَّـآ اَنْـزَلْـنٰهُ فِی لَیْلَةِ الْقَدْرِ کو خَیْرٌ مِّنْ اَلْفِ شَهْـرٍ تک نازل فرما کر بتا دیا کہ اس میں عبادت کرنا اس آدمی سے بہتر ہے جس نے ہزار ماہ جہاد کے لئے ہتھیار پہنا تھا۔ (سنن

کبریٰ وتفسیر کبیر)

مفتی احمد یار خاں صاحب رحمۃ اللہ علیہ فرماتے ہیں: اس سے چند فائدے حاصل ہوئے ایک یہ کہ اللہ کے بندوں کے کام رب کے کام ہیں ،دیکھو قرآن اتارنا فرشتے کا کام ہے، مگر رب نے فرمایا ہم نے اتارا، دوسرے یہ کہ جس تاریخ میں کوئی اعلیٰ کام ہو جائے، وہ تاریخ تا قیامت افضل رہتی ہے، دیکھو شب قدر ایک دفعہ قرآن مجید آ چکا مگر یہ رات قیامت تک افضل ہے لہذا شب معراج یا شب ولادت وغیرہ ہمیشہ افضل ہیں، تیسرے یہ کہ رات دن سے افضل ہے، دیکھو معراج رات کو ہوئی اور نزول قرآن، فرشتوں کی پیدائش، جنت میں باغ لگانا، مادہ آدم علیہ السلام کا اجتماع شب قدر میں ہوا (تفسیر عزیزی) قبول دعا کی ساعت ہر آخر رات ہی ہوتی ہے اور مگر دن میں صرف جمعہ میں ہے۔

وَمَا اَدْرٰكَ مَا لَيْلَةُ الْقَدْرِ

یعنی اے مسلمان تجھے کیا معلوم کہ شب قدر کیسی رات ہے، اس کی تعریف کما حقہ، الفاظ سے بیان نہیں ہو سکتی یا اے محبوب تمہیں درلیۂ انکل وقیاس سے شب قدر کا پتہ نہ لگا، بلکہ وحی سے اس کی قدر ومنزلت معلوم ہوئی، بہر حال اس سے یہ لازم نہیں آتا کہ حضور کو شب قدر کے مراتب کی خبر نہیں۔

قدر کے معنی ہیں عزت، وَمَا قَدَرُوا اللهَ حَقَّ قَدْرِهٖ یا اندازہ وَمَا نُنَزِّلُهٗۤ اِلَّا بِقَدَرٍ مَّعْلُوْمٍ یا تنگی وَمَنْ قُدِرَ عَلَيْهِ رِزْقُهٗ اس رات کو شب قدر اس لئے کہتے ہیں کہ یہ عزت والی رات ہے، یا اس میں سال بھر کے ہونے والے واقعات کی فہرستیں واندازے فرشتوں میں تقسیم ہو جاتی ہیں اور ہر قسم کے فرشتوں کو ان کے کاموں کے اندازے بتا دیئے جاتے ہیں، یا اس رات میں فرشتے اس قدر نازل ہوتے ہیں کہ زمین تنگ ہو جاتی ہے، غالباً یہ رات ستائیسویں رمضان ہے، کیونکہ یہاں لَيْلَةُ الْقَدْرِ تین جگہ ارشاد ہوا ہے اور لَيْلَةُ الْقَدْرِ میں نو حروف ہیں اور نو ضرب تین ۲۷ بنتا ہے، نیز اس سورت میں تیس کلمے ہیں ھی ستائیسواں لفظ ہے جو اس بات کی طرف اشارہ ہے شب قدر ستائیسویں رات ہے۔ (تفسیر نور العرفان)

لیلۃ القدر رمضان کے آخری عشرہ میں: حضرت ابن عمر رضی اللہ عنہما بیان کرتے ہیں کہ نبی کریم ﷺ کے بعض صحابہ کو خواب میں شب قدر دکھائی گئی کہ رمضان کے آخری ہفتہ میں ہے تو رسول اللہ ﷺ نے فرمایا میں دیکھتا ہوں کہ تمہاری خوابیں آخری ہفتہ پر متفق ہو گئیں ہیں تو جو شب قدر تلاش کرے وہ آخری ہفتہ میں تلاش کرے۔ (بخاری و مسلم)

حضرت ابو بکرہ رضی اللہ عنہ بیان کرتے ہیں کہ میں نے رسول اللہ ﷺ کو فرماتے ہوئے سنا: یہ رات یعنی شب قدر ڈھونڈو جب نو دن باقی رہیں یا سات دن باقی رہیں یا پانچ دن باقی رہیں یا تین دن باقی رہیں یا آخری رات (ترمذی) یعنی شب قدر کو ۲۱ ویں ۲۳ ویں ۲۵ ویں ۲۷ ویں ۲۹ ویں رات میں تلاش کرو۔

حضرت ابو ہریرہ رضی اللہ عنہ بیان کرتے ہیں کہ نبی کریم ﷺ فرمایا:

مَنْ قام لیلۃَ القَدْرِ اِیْمانًا وَّاِحْتِسَابًا غُفِرَ لَہٗ مَا تَقَدَّمَ مِنْ ذَنْبِہٖ

جس نے ایمان کی تکمیل اور حصول اجر کے لئے لیلۃ القدر میں قیام کیا اس کے گذشتہ گناہ معاف کر دیئے جاتے ہیں (بخاری و مسلم)

حضرت عبداللہ بن عباس رضی اللہ عنہما بیان کرتے ہیں کہ نبی کریم ﷺ فرمایا: جب لیلۃ القدر ہوتی ہے تو اللہ تعالیٰ حضرت جبریل علیہ السلام کو حکم دیتا ہے تو وہ فرشتوں کے جھرمٹ میں زمین کی طرف نزول فرماتے ہیں، ان کے پاس سبز جھنڈا ہوتا ہے جسے وہ کعبہ کی چھت پر نصب کرتے ہیں اور حضرت جبریل علیہ السلام کے سو پر ہیں، جن میں دو پر ایسے ہیں، جنہیں وہ صرف اس رات میں کھولتے ہیں تو وہ مشرق سے مغرب تک دراز ہو جاتے ہیں پھر جبریل علیہ السلام اس رات فرشتوں کو ابھارتے ہیں کہ وہ ہر کھڑے بیٹھے، نماز پڑھنے والے اور ذکر کرنے والے کے لئے سلامتی کی دعا کریں اور ان سے مصافحہ کریں، تو وہ ان کی دعاؤں پر آمین کہتے ہیں فجر طلوع ہونے تک پس جب فجر طلوع ہوتی ہے تو جبریل پکارتے ہیں اے فرشتو! کوچ کرو، کوچ کرو، تو وہ پوچھتے ہیں اے جبریل اللہ تعالیٰ نے امت محمدیہ کی حاجات کے بارے میں کیا فیصلہ فرمایا ہے، جبریل کہتے ہیں اللہ تعالیٰ نے اس رات انہیں نظر رحمت سے انہیں دیکھا ہے اور انہیں معاف کر دیا ہے اور بخش دیا ہے، سوائے چار افراد کے ہم نے عرض کیا: یارسول اللہ! وہ!۔ چار افراد کونسے ہیں؟ تو آپ ﷺ نے ارشاد فرمایا: شراب کا عادی، والدین کا نافرمان، رشتے توڑنے والا اور مشاحن، ہم نے دریافت کیا: یارسول اللہ! مشاحن کون ہے؟ تو آپ ﷺ نے فرمایا: مصارم یعنی کینہ پرور۔ ایک روایت میں ہے جس نے رمضان کے مہینہ میں رزق حلال سے روزہ افطار کرایا تو رمضان کی تمام راتوں میں فرشتے اس کے لئے دعا کرتے ہیں اور لیلۃ القدر جبریل علیہ السلام اس سے مصافحہ کرتے ہیں اور جس سے جبریل علیہ السلام مصافحہ کریں تو اس کا دل نرم ہو جاتا ہے رقت قلب طاری ہو جاتی آنکھوں سے آنسو جاری ہو جاتے ہیں (ترغیب حدیث:۱۴۶۲-۱۴۶۹)

یوم الجائزہ (انعام کا دن): حضرت انس رضی اللہ عنہ بیان کرتے ہیں کہ رسول اللہ ﷺ نے فرمایا: جب لیلۃ القدر ہوتی ہے تو جناب جبریل علیہ السلام ملائکہ کہ جلو میں آتے ہیں اور اس بندے کے لئے بخشش کی دعا کرتے ہیں جو کھڑے ہو کر یا بیٹھے ہوئے اللہ کا ذکر کرتا ہے پھر جب بندوں کی عید یا عید الفطر کا دن ہوتا ہے تو اللہ تعالیٰ بڑے فخر و ناز سے فرماتا ہے: اے فرشتو اس مزدور کے لئے کیا ہے جو اپنا کام مکمل کرتا ہے تو فرشتے عرض کرتے ہیں اے رب کریم اس کا صلہ پوری مزدوری ہے جو اس کو ادا کی جائے۔ تب رب کریم فرمایا ہے: میرے بندوں اور بندیوں نے اپنے اوپر لازم عمل (فریضہ) کو پورا کر لیا ہے اور اب وہ مجھے پکارتے اور دعا کرتے ہوئے عیدگاہ کی طرف نکلے ہیں میرے عزت وجلال وکرم اور علو مرتبت کی قسم میں ان کی دعا قبول کروں گا اس وقت اللہ تعالیٰ فرماتا ہے: واپس ہو جاؤ میں تمہیں بخش دیا ہے۔ تمہارے گناہوں کو نیکیوں میں تبدیل کر دیا ہے نبی کریم ﷺ نے فرمایا: جب یہ اپنے گھروں کو لوٹتے ہیں تو ان کے گناہ بخشے جا چکے ہوتے ہیں۔ (مشکوۃ کتاب الصوم باب لیلۃ القدر حدیث 2096)

قرآنی حکایات

﴿محمد اکرام مجددی﴾

بسم اللہ الرحمن الرحیم

اولیاء اللہ کی زیارت وصحبت جس طرح انسان کی عملی واخلاقی اصلاح کے لئے نسخہ اکسیر ہے اسی طرح کے حالات کشف وکرامات کے واقعات اللہ تعالیٰ کی عبادت واطاعت میں ان کے اعلیٰ مقامات اوران کے ملفوظات کا مطالعہ کرنا اور سننا بھی بے حد مجرب ہے۔اس مضمون میں اولیاء اللہ کی وہ حکایات ہیں جو قرآن کے بارے میں ہیں۔اور قرآن پاک کے فضائل بیان کرتی ہیں۔

یہ تمام حکایات آٹھویں صدی ہجری کے بہت بڑے عالم اورولی اللہ حضرت عبداللہ ابن اسعد یافعی یمنی کی تصنیف ''روض والریاحین'' سے لی گئی ہیں یہ کتاب عربی میں ہے اور مولانا اشرف علی صاحب تھانوی کے ایماپراس کا اردوترجمہ کیا گیا جس کا نام ''نزہتہ البساتین'' ہے مولانا اشرف علی صاحب تھانوی اس کتاب کوازحد پسند کرتے تھے اوراپنے اصحاب ومریدین کواس کتاب کے مطالعہ کا مشورہ دیا کرتے تھے۔

حکایات نمبر 1:ایک آدمی کی حکایت ہے کہ وہ بھس فروشی کا پیشہ کرتا تھا اور خدا تعالیٰ سے بالکل غافل تھا جب وہ مرنے لگا تو لوگ اسے کلمہ پڑھاتے تھے اور وہ کہتا تھا کہ یہ گٹھا اتنے داموں کا ہے اس کے بعد ایک شیخ کامل نے اپنے مریدین سے فرمایا کہ تم کلمہ شہادت کا بکثرت وردرکھا کروتا کہ اس کے پڑھتے پڑھتے انتقال ہوجیسا کہ یہ آدمی زندگی بھر یہی کلمہ کہتا رہا اوراب مرتے وقت بھی یہی منہ سے نکلا ایک صالح آدمی کی حکایت ہے کہ وہ قرآن شریف کی تلاوت بہت کرتے تھے جب ان کا انتقال ہونے لگا توان سے لوگوں نے کہا کہ **لا الـہ الا اللہ** کہواس کے جواب میں انہوں نے یہ پڑھا **بسم اللہ الرحمن الرحیم طہ ما انزلنا علیک القرآن لتشقی سے لا الہ الا ھو لہ الاسماء الحسنی** تک۔پھرجب انہیں کلمہ پڑھاتے تو وہ بار بار اسی کو پڑھنے لگے یہاں تک کہ اسی آیات کریمہ کے پڑھتے ہوئے ان کا انتقال ہوگیا۔اس سے یہ ثابت ہوتا ہے کہ جس حالت میں انسان اپنی زندگی گزارے گا اسی پراس کی وفات ہوگی اورجس پروفات ہوگی اسی حالت پراس کا حشر ہوگا۔اللہ تعالیٰ سے دعا کرنی چاہئے کہ یہ رحیم وکریم سب کو سنت وجماعت اوراسلام پرمرنے کی توفیق عطا فرمائے۔

حکایت نمبر 2 ایک عابدہ عورت کی حکایت ہے کہ لوگ اسے باہیہ کہتے تھے جس وقت وہ مرنے لگی تو آسمان کی طرف اس نے منہ اٹھا کر یہ دعا کی کہ الٰہی میرا ذخیرہ اورتوشہ تو ہی ہے مرنے اورجینے میں میں نے تجھ پرہی بھروسہ کیا اب مرنے کے وقت ذلیل نہ کیجیو اورقبر میں وحشت ہونے سے محفوظ رکھیو۔جب وہ مرگئی تواس کے بیٹے نے یہ التزام کیا کہ ہر جمعرات اورجمعہ کوقبر پرجاتا اوراس کی قبر پرقرآن کی کچھ آیات پڑھ کراپنی والدہ اورسب مردوں کے حق میں دعا اوراستغفار کرتا وہ کہتا ہے ایک مرتبہ میں نے اپنی والدہ کوخواب میں دیکھا اول میں نے سلام کیا اورپھر پوچھا اماں کس طرح ہو کیا حال ہے۔کہا اے بیٹے موت کی سختیاں اور تکالیف تو بہت ہیں مگر میں تو قیامت تک کے لئے اللہ تعالیٰ کے فضل وکرم سے عالم برزخ میں ہوں یہاں فرش بچھے ہوئے ہیں اورسندس واستبراق کے گاؤتکیے لگے ہوئے ہیں میں نے پوچھا تمہیں کسی شے کی ضرورت ہے کہا ہاں اے بیٹے یہ جو تم میری زیارت کو آئے ہواورقرآن پاک پڑھ کرہمارے لئے دعا کرجاتے ہو یہ وردنہ چھوڑنا۔اے بیٹا جمعہ جمعرات کوتمہارے آنے کی بڑی خوشی ہوتی ہے جس وقت تم میرے پاس آتے ہوتو یہ سب مردے میرے پاس آتے ہیں اورمجھ سے کہتے ہیں اے باہیہ یہ تمہارا بیٹا تمہارے پاس آیا ہے اس سے مجھے بہت خوشی ہوتی ہے اوریہ میرے سب مردے بھی خوش ہوجاتے ہیں وہ کہتا ہے کہ پھر میں جمعرات جمعہ ان کی زیارت کوجایا کرتا اورقرآن پاک کی کچھ آیات وغیرہ پڑھ کر یہ دعا کیا کرتا کہ اللہ تعالیٰ تمہاری وحشت رفع کرکے تمہیں انیست عطا کرے اورتمہاری تنہائی پررحم فرمائے اورتمہاری خطائیں معاف فرمائے اورتمہاری نیکیاں قبول کرے۔پھرایک روز میں سورہا تھا کیا دیکھتا ہوں کہ بہت سی مخلوق میرے پاس آئی میں نے پوچھا کہ تم کون ہو کس لئے آئے ہو کہا ہم اہل مقابر ہیں تمہارا شکریہ ادا کرنے آئے ہیں اوریہ التجا کرتے ہیں کہ قرآن پاک پڑھنا نہ چھوڑنا

found.

حکایت نمبر 3: ایک عالم نے بیان کیا ہے کہ ایک آدمی نے خواب میں دیکھا کہ ایک قبرستان کے اندر اہل قبور اپنی اپنی قبر وں سے نکل کر باہر آ رہے ہیں اور میوے کی طرح کوئی شے وہاں سے چنتے ہیں مجھے معلوم نہیں ہوا کہ وہ شے کیا تھی مجھے اس سے بہت تعجب ہوا اور میں نے دیکھا ایک آدمی ویسے ہی بیٹھا ہوا ہے اور کچھ نہیں اٹھاتا میں اس کے پاس گیا اور پو چھا کہ یہ لوگ کیا چیز چنتے ہیں اس نے جو اب دیا کہ مسلمان جو قرآن وغیرہ پڑھ کر اور صدقہ او ر دعا کر کے انہیں ثواب پہنچاتے ہیں یہ اسے چن رہے ہیں۔ میں نے کہا کہ پھر تم بھی تو ان کے ساتھ ہو تم کیوں نہیں چنتے کہا مجھے اس کی ضرورت نہیں میں نے کہا اس کی وجہ کیا ہے۔ کہا میرا لڑکا روز ایک قرآن شریف پڑھنے کا ثواب مجھے پہنچا دیتا ہے۔ میں نے پوچھا وہ تمہارا لڑکا کہاں ہے کہا ویسے وہ جوان آدمی ہے فلاں بازار میں تجارت کرتا ہے اس کے بعد میری آنکھ کھل گئی میں فوراً اس بازار میں پہنچا۔ دیکھا کہ ایک نوجوان ایک دوکان پر بیٹھا ہونٹوں کو ہلاتا جا تا ہے۔ میں نے پوچھا تم ہونٹوں کو کیوں ہلا تے ہو۔ کہا میں ایک قرآن شریف پڑھ کر اپنے والد کی قبر میں انہیں ثواب پہنچاتا ہوں۔ کچھ عرصہ بعد میں نے دو بارہ خواب دیکھا کہ مردے اپنی اپنی قبروں میں سے نکل کر بدستور سابق کوئی شے چن رہے ہیں اور وہ آدمی بھی جس کو پہلی مرتبہ خاموش بیٹھا ہوا دیکھا تھا ان لوگوں کے ہمراہ چن رہا ہے۔ بیدار ہونے کے بعد اس واقعہ خواب پر تعجب کرتا ہوا اس تاجر لڑکے کی تلاش میں بازار کی طرف گیا وہاں جا کر معلوم ہوا کہ اس کا انتقال ہو چکا ہے خدا تعالیٰ اس پر راضی ہو اور رحمت نازل فرمائے آمین۔

Monthly Mujjalah **AL-HAQIQA** August 2013 Reg.No. C.P.L.169

